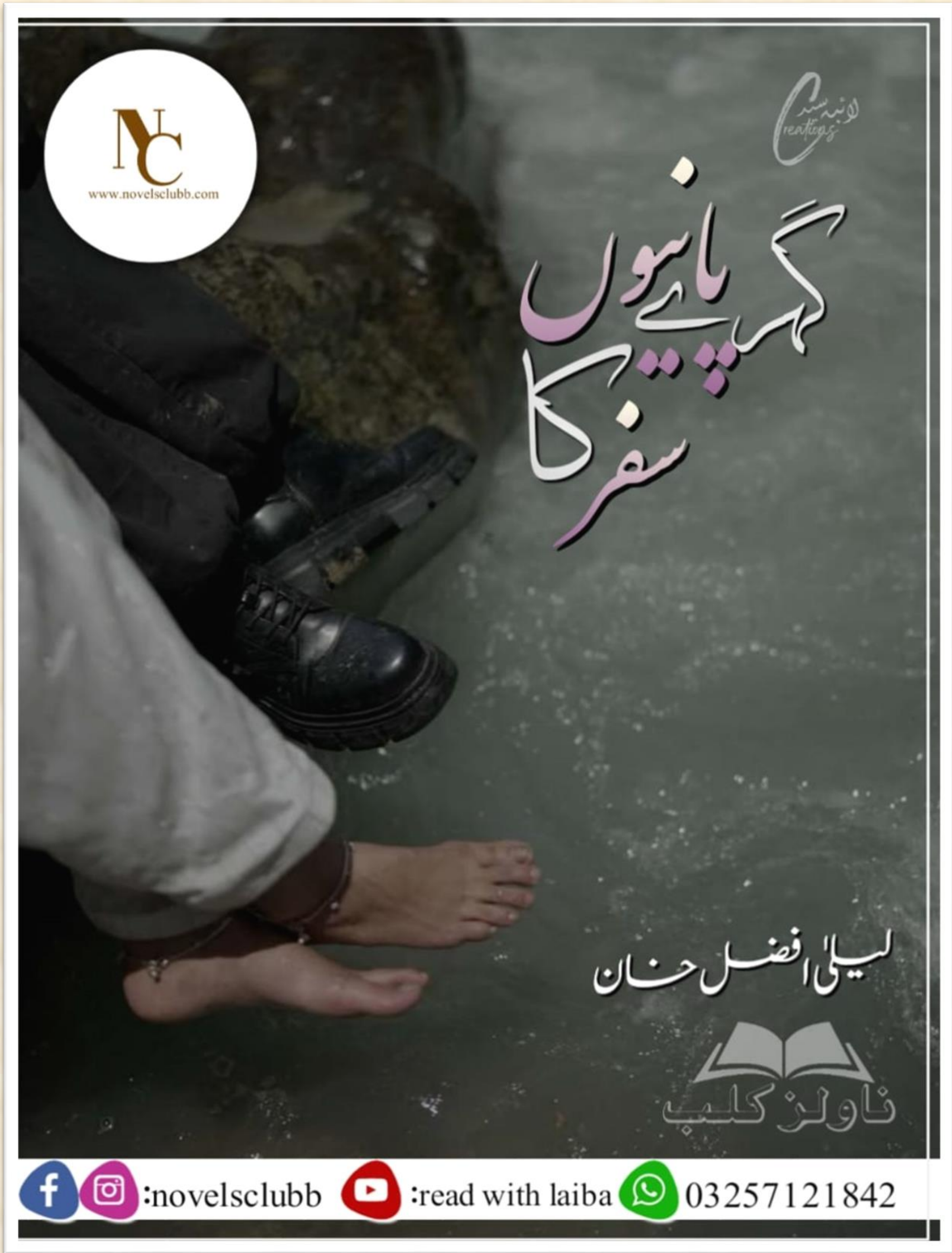
www.novelsclubb.com
گھرے پانیوں کا سفر
لیلیٰ افضل خان
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

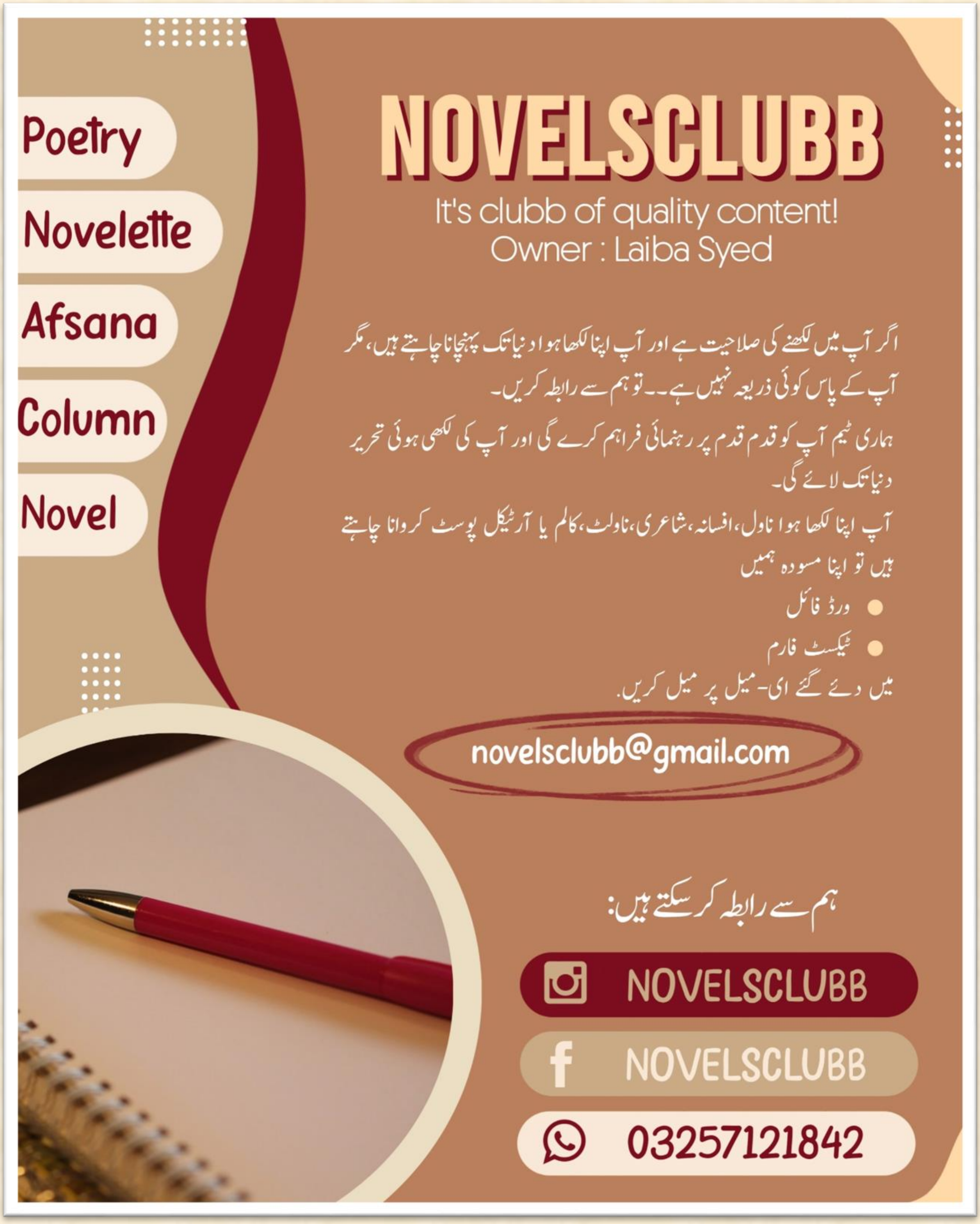
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

گہرے پانیوں کا سفر

از قلم

لیلیٰ افضل خان

Clubb of Quality Content!

ناول: گہرے پانیوں کا سفر

رائٹر: لیلیٰ افضل خان

دسویں قسط

سمندر کی وسعت دور دور تک پھیلی تھی۔۔

سفینۂ الجبران سمندر کی اونچی ہوتی لہروں پر پورے وقار کے ساتھ تیر رہی تھی، عصر کا وقت تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر طرف کوئی سکوت چھایا ہو۔

اور ایسے میں جلال خان کی میت کے ساتھ پتھر باندھے جا رہے تھے۔ نور بانو خاموش کھڑی یہ منظر دیکھ رہی تھی، وہ اس وقت راہداری کے ساتھ ہی لکڑی کی بنی اس دیوار کے سہارے ٹیک لگا کر کھڑی تھی، اس کے ساتھ کچھ فاصلے پر رخسار تھی۔ وہ افسردہ تھی، دکھی تھی۔ وہ غم میں تھی۔۔

سفینۂ الجبران میں موجود سب ہی افراد اس وقت وہاں موجود تھے، کچھ دیر پہلے ہی جلال خان کا جنازہ ہوا تھا اور اب سمندری تدفین کی تیاری شروع تھی۔

سمندری تدفین کرتے ہوئے میت کے ساتھ ہمیشہ پتھر باندھے جاتے تھے تاکہ لاش سمندر میں تیرنے کے بجائے سمندر کی گہرائیوں میں پہنچ جائے۔۔

"نہ جانے جلال خان کا بہو اور بیٹا کہاں ہوں گے ؟"نور بانو نے دکھ سے سوچا تھا۔جب سے جلال خان اپنے بیٹے اور بہو سے الگ ہوئے تھے،ان کا بیٹا اور بہو ان کے پیچھے مکہ میں دوبارہ نہ آئے تھے۔۔یہ عجیب بات تھی۔اب انہیں پتا کیسے چلے گا کہ جلال خان نہیں رہے ؟"نور بانو اپنے حساب سے سوچ رہی تھی۔۔

کچھ ہی دیر کے بعد جبران اور یوسف نے مل کر ان کی سمندری تدفین کی اور جلال خان گہرے پانیوں میں چلے گئے۔رخسار کے گالوں پہ خاموش آنسو بہنے لگے۔نور بانو کا دل چاہا کہ وہ رخسار کو تسلی دے۔

"بھلا کوئی اپنے مشیرِ خاص کی موت پہ روتا ہے کیا؟"ہاشم نے رخسار کو دیکھ کر سوچا تھا۔

~~~~~~

سورت سے لاہور تک کا سفر !

یہ سفر بظاہر مشکلوں اور تکلیفوں کے بغیر معلوم ہوتا تھا۔

Clubb of Quality Content
~~~~~~

لیکن لاہور پہنچتے ہی رخسار نے شہرِ لاہور میں وہ بڑی شاہراہ بنتے دیکھی جس کا ذکر اس نے بچپن میں کئی بار سنا تھا۔ اس شاہراہ پر مزدور ہی مزدور تھے، وہاں مختلف جانور اور جدید آلات موجود تھے، جو اس وقت اس شاہراہ کو بنانے کے لیے استعمال کیے جا رہے تھے۔ رخسار نے یہ منظر اپنی پالکی کی کھڑکی سے دیکھا تھا۔

تھوڑا آگے جا کر رخسار نے چوکبان کو پالکی روکنے کا کہا، تو چوکبان گھوڑے سے اتر کر اس کے پاس آیا۔

"بولیں"

یہ عام پالکی تھی، وہ اس وقت شاہی پالکی میں نہیں تھی۔ کیونکہ یہ وہ دور تھا جب نہ ٹیلی فون تھا اور نہ ہی کوئی اور ایسی سہولت موجود تھی جس کے ذریعے وہ شاہی پالکیاں سورت منگواتی۔

"ان سے پوچھو یہ شاہراہ کیوں بن رہی ہے اور کس کے حکم پر؟"

کچھ ہی دیر بعد چوکبان پوچھ کر واپس آیا۔

"یہ شاہراہ لاہور کو دہلی سے ملائے گی، اور یہ کام بادشاہ کے حکم پر ہو رہا ہے۔"

رخسار کو شدید حیرت ہوئی۔

Clubb of Quality Content

"اس کا مطلب بابا جان ٹھیک ہو گئے ہیں" اس نے حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت کے بیچ سوچا۔

"ٹھیک ہے تم آجاؤ واپس" اس نے چوکبان کو واپس سفر جاری رکھنے کا کہا۔

شہرِ لاہور میں اتنی بڑی تبدیلیاں!

وہ بے حد خوش تھی۔۔اس کے بابا جان صحت یاب ہو گئے تھے۔۔

~~~~~~

یہ فجر کے بعد کا وقت تھا جب فضا میں ہر طرف سکون کا ہونا محسوس کیا جا سکتا تھا۔پرندوں کی چہچہاہٹ فضا میں ایک ساز سا پیدا کر رہی تھی۔ایسے میں پالکی محل کے دروازے پر رکی۔

رخسار اپنا تین ہیروں والا تاج پہنے پالکی سے اتری تھی،اس کے ساتھ ہی رانیہ کنیز بھی اتر آئی۔دوسری پالکی بھی ساتھ ہی رکی اور اس سے آمنہ اور چمپا کنیزیں اتری تھیں،اور دوسری پالکی کے ساتھ ہی تین الگ الگ گھوڑوں پر سوار اس کے پہرے دار کھڑے تھے۔

رخسار حیرانی سے اس بڑے سے گیٹ کو دیکھتی رہی۔۔اسے بہت کچھ بدلا بدلا نظر آیا،گیٹ بند تھا،گیٹ کے ساتھ ہی دائیں بائیں جانب شاہی پہرے دار کھڑے تھے۔رخسار نے اپنے پہرے دار کو اشارہ کیا تو وہ گھوڑے سے اتر کر گیٹ کے ساتھ کھڑے شاہی پہرے دار تک
~~~~~~

آیا، جب پہرے دار نے رخسار کو دیکھ کے بھی گیٹ نہ کھولا تو رخسار کی حیرت میں مزید اضافہ ہوا۔ آخر کار پہرے دار نے رخسار کو پہچانتے ہوئے گیٹ کھول دیا، رخسار واپس پالکی میں بیٹھی اور یوں وہ پالکی محل کے اندر داخل ہوئی۔

اب اس نے پالکی کا پردہ ہلکا سا سرکا کر محل کے اس وسیع و عریض صحن کو دیکھا جس کو ایک نظر دیکھ کے بھی رخسار کو اندازہ ہو گیا تھا کہ جیسے بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہو۔ اس کے بالکل عین سامنے ایک انتہائی شاندار اور اونچی عمارت تھی جس کو یقیناً اس کے جانے کے بعد تعمیر کیا گیا تھا۔ لیکن وہ یہ سمجھ نہ سکی کہ محل میں اتنی بڑی تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے محل کو کھینچ کر لمبا کر دیا گیا ہو، یوں جیسے محل کا ایک سرا شہر کے بیچ میں ہو جبکہ دوسرا سرا دریائے راوی کے بالکل ساتھ۔

پالکی کے رکتے ہی رخسار ایک دم سے پالکی سے اتر آئی اور آس پاس کا جائزہ لیا۔ آمنہ کنیز حیرانی سے رخسار تک آئی۔

"شہزادی، یہ سب کیا ہوا ہے؟" آمنہ کنیز نے حیرانی سے اس سے پوچھا۔

"میں خود نہیں جانتی، یہ تو محل کے اندر جا کر ہی معلوم ہو گا۔" اس وقت وہ لوگ جس صحن میں کھڑے تھے، وہ صحن، وہ داخلی راستے، یہ سب رخسار اور اس کی کنیزوں کے لیے نئے

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

تھے۔ محل بدل چکا تھا! اس داخلی راستے کے ساتھ ہی ہریالی تھی، ہرے بھرے باغات اس صحن کے چاروں اور پھیلے ہوئے تھے۔ یہ سارے باغات اور ہری بھری گھاس جہاں ختم ہو رہی تھی وہیں پر محل کا داخلی راستہ تھا۔

"رانیہ کنیز، یہاں آئیں "رخسار نے رانیہ کنیز کو بلایا، وہ رخسار کے قریب آئی۔ رانیہ کنیز کی آنکھوں میں بھی وہی حیرت تھی جو اس وقت رخسار کو بھی تھی۔

"کیا میرے واپس آنے پر میرا استقبال نہیں کیا جائے گا؟ اندر جا کر میرے آنے کی اطلاع دو۔" رخسار کی آواز میں نہ جانے کس بات کا ڈر تھا۔

رانیہ کنیز فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اندر گئی۔

کچھ لمحے گزر گئے اور جب رانیہ کنیز واپس آئی تو اس کے ساتھ ہی پیچھے محل کا شاہی عملہ بھی موجود تھا۔ ان کے ہاتھ میں باجے تھے، وہ آتے ساتھ ہی ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر باجے بجانے لگے۔ رخسار نے ناگواری سے ان سب کی طرف دیکھا اور ہاتھ کے اشارے سے انہیں باجے بجانے سے روک دیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"باادب، باہوشیار، اس محل کی جانب سے اور بادشاہ اکبر بنتِ سلیمان شاہ کی جانب سے ہم اس محل کی شہزادی، شہزادی رخسار کو محل واپسی پر خوش آمدید کہتے ہیں۔" ان میں سے ایک شاہی فرد بولا۔

رخسار کو اب حیرت کے مزید جھٹکے لگے، تینوں کنیزوں نے بھی ایک دوسرے سے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"میری راہ چھوڑو، کہاں ہے تمہارا بادشاہ سلامت؟" رخسار نے دو قدم قریب آکر ان سے پوچھا۔

"بادشاہ سلامت ایک انتہائی اہم ملاقات کر رہے ہیں، وہ آپ سے ابھی نہیں مل سکتے۔ آپ بھی تھکی ہوں گی، آپ جاکر آرام فرمائیں۔" یہ کہنے کی دیر تھی کہ رخسار کو مزید غصہ آیا۔

"چلو تم لوگ میرے ساتھ" اپنی کنیزوں کو حکم دیتی وہ ان شاہی افراد کے بیچ آئی۔

"راستہ چھوڑو" آواز میں نہ جانے کیا رعب تھا کہ سارے افراد دائیں بائیں طرف ہٹ گئے اور یوں رخسار اپنی کنیزوں سمیت محل کے اندر گئی۔ محل ویسا نہ تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی۔۔ بہت کچھ بدل چکا تھا۔۔

~~~~~~~~~
~~~~~~~~~

محل میں ویسی ہی صبح تھی جیسی ہمیشہ رخسار نے ہوتی دیکھی تھی اور وہی کنیزوں اور پہرے داروں کی چہل پہل۔ مگر نہ محل وہی تھا، نہ ہی محل کے در و دیوار اور نہ ہی کنیزیں اور پہرے دار وہی تھے جیسے رخسار نے اس محل میں دیکھے تھے!

وہ تیز تیز راہداری میں چلتے ہوئے رک کر غور سے دیوار کو دیکھنے لگی، اس کے پیچھے آتی کنیزیں بھی رک گئیں۔ وہ غور سے محل کی دیواروں پر بنے نقش و نگار دیکھنے لگی، اتنے الگ نقش کہ رخسار ان کی خوبصورتی کو حیرانی سے دیکھتی ہی رہ گئی۔ اس وقت رخسار جہاں کھڑی تھی یہ سرے سے عمارت ہی نئی بنائی گئی تھی، چاروں طرف راہداریاں بنی تھیں اور ان راہداریوں کے بیچ میں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے بغیر گھاس کے لان ہو، جس کا فرش قیمتی پتھروں سے بنایا گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بہت سے سوال تھے اور سب سے پہلا سوال تھا کہ "اکبر نے یہ سب اتنے کم عرصے میں کیسے کر لیا؟" وہ انہی سوالوں کو ذہن میں بٹھائے اکبر کے پیچھے ایک بیٹھک کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی اور وہاں موجود پہرے داروں سے سوال کیا،

"کیا اکبر اندر ہے؟"

"جی مگر آپ کون؟" رخسار کو حیرت ہوئی اپنے ہی محل میں کوئی اسے پہچان نہیں پا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں شہزادی رخسار ہوں، کیا آپ یہ دروازہ کھول سکتے ہیں؟"رخسار کے دوٹوک لہجے میں کچھ تھا کہ پہرے داروں نے بغیر کوئی سوال کیے اس کے لیے دروازہ کھولا۔

اندر بیٹھک کا منظر اس کے لیے نیا تھا، یہ بیٹھک کوئی عام بیٹھک نہ تھا۔ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس کی بناوٹ اور سجاوٹ میں بہت خاص چیزوں کا استعمال ہوا ہو۔اس بیٹھک میں سنگِ تراشیدہ کے خوبصورت اور مضبوط ستون ایک شان سے کھڑے تھے۔بیٹھک کے اطراف میں خوبصورت محرابیں بنی ہوئی تھیں جو کہ اس بیٹھک کو ایک چھوٹے سے محل کی شکل دے رہی تھیں۔بیٹھک کے عین وسط میں قیمتی فرنیچر رکھا گیا تھا۔بیٹھنے کا اہتمام بہت اچھے سے کیا گیا تھا، بیٹھنے کے لیے کرسیاں اور صوفے موجود تھے جن پر سونے کے دھاگے سے کام ہوا تھا۔دائیں طرف دیوار کے ساتھ قیمتی لکڑی سے بنا تخت رکھا تھا جس کو زنجیروں کی مدد سے شہتیروں سے بنی چھت کے ساتھ جوڑا گیا تھا اور جو اس وقت ایک جھولے کی مانند لگ رہا تھا۔اسی تخت پر سرخ رنگ کے گاؤ تکیے رکھے گئے تھے۔

ان سب کے عین بیچ والے صوفے کے پیچھے اکبر کھڑا تھا، وہ سرمئی رنگ کے لمبے شاہی لباس میں تھا اور اس کی رخسار کی جانب پشت تھی۔

"تمہارا ہی انتظار تھا! تو کیسا رہا تمہارا سفر ؟" اس نے مڑتے ہوئے رخسار سے پوچھا۔ رخسار کی حیرت بجا تھی، وہ حیرت چھپانے میں ناکام رہی۔ اس کی کنیزوں کو دروازے پر ہی روک دیا گیا، صرف وہ اندر آئی تھی اور اس کے پیچھے پہرے داروں نے پھر سے دروازہ بند کر دیا۔

"تم نے یہ کیا اپنی بادشاہت سجائی ہوئی ہے اکبر ؟ اب اترو اس تخت سے، میں، میں شہزادی رخسار اب واپس آگئی ہوں !" رخسار کی اونچی آواز جو چونکہ نسوانی بھی تھی اس کے باوجود جیسے اس محل نما بیٹھک کے درو دیوار ہلانے لگی۔

"آرام سے، آرام سے رخسار، بیٹھ کر بات کرتے ہیں" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بیٹھنے کا کہا اور خود صوفے کے پیچھے سے آگے آگیا۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو اکبر ؟ تم نے خود کو بادشاہ کیسے کہلوایا؟ جب کہ تم جانتے ہو محل میں ایک بادشاہ صبغت شاہ موجود ہے جو میرا باپ ہے ؟" وہ مسکراتے ہوئے اب آکر اسی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آؤ کچھ اور بات کرتے ہیں، سفر کیسا رہا تمہارا؟" اس نے ایسے پوچھا جیسے دو دوست کافی عرصے بعد مل کر ایک دوسرے سے حال احوال پوچھ رہے ہوں۔

نالز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ تخت میرا ہے اکبر، اس پہ حکمرانی بھی میری ہی ہو گی" وہ اپنے سینے پر ہاتھ مار کر بولی تھی۔ اس وقت وہ بالکل اس کے صوفے کے سامنے کھڑی تھی۔

"میں نے تو کبھی نہ سنا کہ کسی عورت نے کبھی محلات پہ حکمرانی کی ہو" وہ اسی عام سے لہجے میں بولا اور ٹیک لگا کر ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔

"رضیہ سلطانہ! بھول گئے؟ رضیہ سلطانہ نے پورے ہندوستان پہ حکمرانی کی تھی۔"

"وہ تمہاری طرح کمزور دل کی مالک نہیں تھی رخسار جو ایک باہر سے آنے والے تاجر کو اپنا دل دے بیٹھے اور اس کی خاطر محل کسی اور کے حوالے کر کے مہینوں محل کے معاملات سے دور رہے۔ کیا ایسے ہوتی ہے حکمرانی؟" اکبر سنجیدہ تھا، اتنا سنجیدہ تو اس نے اپنے چچازاد کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی باتوں پہ رخسار کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں تھیں، کہ اس کو کیسے پتا چلا میرے دل کا حال؟ جب کہ میں آج تک زبان پہ نہیں لائی؟ رخسار کو اپنا وقار مٹی میں ملتا ہو محسوس ہوا۔ وہ محبت جو اس نے اتنی چھپا کے رکھی کہ کبھی تنہائی میں خود سے بھی ذکر نہ کیا اُس محبت کے بارے میں اکبر کیسے جانتا ہے؟ اس نے سوچا اور اگلے ہی لمحے خود پہ قابو پاتے ہوئے بولی،

"میں نے محل کسی اَیرے غیرے کے حوالے نہیں کیا تھا، اپنے چچازاد کے حوالے کیا تھا"
اس نے پہلی بات قصداً نظرانداز کی۔ اس وقت بات تخت کی تھی، وہی تخت جس کی اس کی ماں نے اسے کہانیاں سنائی تھیں، وہی تخت جو بچپن میں اس کے کھیل کا حصہ رہا اور وہی تخت جس پہ راج کرنے کے اس نے جوانی میں خواب دیکھے تھے اور پھر بالآخر وہ اس تخت پہ بیٹھی بھی تھی۔

"بات تو ساری یہی ہے، میں تمہارا چچازاد ہوں، اور اس تخت کا اصل حقدار" یہ وہ اکبر تو نہیں تھا جس کو اس نے یہ محل سونپا تھا، اس نے دکھ سے سوچا، وہ عاجز سا اس کے حکم پہ سر جھکانے والا اکبر آج اس پہ حکمرانی کر رہا تھا؟

"تم خود کو تخت کا مالک سمجھتے ہو؟ ہاں؟ جب کہ یہ تخت میرا ہے اکبر"

"میں، اکبر بن سلیمان شاہ، میں ہی تخت کا اصل وارث ہوں" وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دھاڑ رہا تھا، رخسار کو ایک لمحے کے لیے اس سے خوف محسوس ہوا، محل کے در و دیوار جیسے ہل سے گئے تھے، رخسار کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اتنا لمبا سفر کر کے آئی تھی، پھر دو دن اسے سورت سے یہاں آنے میں لگے تھے، اور یہاں آ کر جس سب کا اسے سامنا کرنا پڑا تھا وہ حیران و پریشان رہ گئی تھی۔ اسے کم سے کم واپس آنے پہ اس سب کی توقع نہیں تھی جو وہ اس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وقت دیکھ رہی تھی۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اکبر خود تخت نشیں ہو جائے گا۔

اب کہ وہ کچھ نہ بولی اور چپ چاپ وہاں سے مڑ کر اس کی بیٹھک سے نکل آئی،وہ جان گئی تھی کہ یہ اکبر کی بیٹھک ہے، یہاں اس کی اب نہیں سنی جائے گی۔

~~~~~~~~

چار ماہ پہلے۔۔

"جنابِ اکبر! شہزادی رخسار محل سے نکل چکی ہیں" اکبر اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا جب اس کے ایک ذاتی بندے نے اسے رخسار کے محل سے جانے کی اطلاع دی۔

"بہترین!"

"پورے محل میں چراغاں کرواؤ" یہ اس کا ذاتی بندہ تھا، جس کا نام اجمل تھا۔اجمل دکھنے میں مضبوط جسامت کا مالک تھا،اس کی رنگت سانولی تھی اور جس کے چھوٹے چھوٹے گھنگریالے بال تھے اور قد تقریباً چھ فٹ ایک انچ کا تھا۔

"آپ کی بات تو ٹھیک ہے مگر کوئی وجہ پوچھے تو کیا بتاؤں؟"

"کہہ دینا کہ آج اکبر کا یومِ پیدائش ہے"
~~~~~~~~

"جی بہتر"

"اور سنو تم یہ سب سنبھالو، میں لشکر دیکھنے جا رہا ہوں"

"آپ بے فکر رہیں"

اس کے بعد اکبر شاہی لباس زیبِ تن کیے شاہی پالکی میں محل سے نکل گیا۔

وہ سفر کرتے کرتے دہلی گیٹ سے باہر نکل آیا۔

دہلی گیٹ کے ساتھ ہی تھوڑا آگے جا کر اس نے پالکی رکوائی۔۔ یہاں چار دیواری تھی جس کا ایک چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ تھا۔ چار دیواری کے ساتھ ہی چوکیدار کھڑا تھا۔ اس چوکیدار نے اکبر کو دیکھتے ہی وہ دروازہ کھول دیا، اکبر اندر آ گیا۔ اب ایک بہت بڑا میدان تھا۔

میدان میں ایک بالکل ہی الگ دنیا آباد تھی، دور دور تک مٹی تھی اور فضا میں ایک بو سی پھیلی ہوئی تھی۔ مویشیوں کی گھاس اور کچی زمین کی ملی جلی مہک سارے میں پھیلی ہوئی تھی۔

اس میدان میں چاروں طرف مال مویشی بڑے بڑے کھونٹوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ کچھ چرواہے اور رکھوالے اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔

یہ سب بظاہر ایک عام سا مویشیوں کا میدان لگتا تھا... مگر اس خاموشی کے نیچے کچھ اور بھی چھپا ہوا تھا۔ میدان کے عین بیچ میں وہ کمرہ تھا جس کو گھاس اور مال مویشیوں کے کھانے سے بھرا

گیا تھا۔ مگر اس کمرے میں موجود وہ خفیہ سیڑھیاں، جو تہہ خانے کی طرف جارہی تھیں، ایسے محسوس ہو رہی تھیں جیسے کسی راز کی دہلیز ہوں۔

اکبر اس کمرے میں آنے کے بعد وہ خفیہ سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں آگیا۔ تہہ خانے میں اترتے ہی الگ سا سماں تھا، یہاں جیسے کوئی اور ہی دنیا تھی۔ یہ انتہائی وسیع و عریض تہہ خانہ تھا، مدھم روشنیوں اور زرد مشعلوں کی لرزتی لو میں اس تہہ خانے کا منظر انتہائی واضح تھا۔

یہاں خفیہ لشکر موجود تھا۔

خاکی رنگ کے لباس میں ملبوس سپاہی صف بندی میں کھڑے تھے۔ ان کی آنکھوں میں ایک عجیب سی سختی تھی—نہ جذبہ، نہ شکست، صرف حکم کی پابندی ان کے ہر انداز سے عیاں تھا۔ ہر سپاہی کے ہاتھ میں ایسا ہتھیار تھا جو عام بازاروں میں نظر نہیں آتا تھا—تیز، صاف اور خوف پیدا کرنے والا۔

اکبر مسکرا کر لشکر کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"اپنا اسلحہ تیار کر لو اور خود بھی تیار رہو کیونکہ وہ وقت آگیا ہے جس کا ہم سب کو انتظار تھا۔"

اکبر کی اعلان کرتی آواز سارے تہہ خانے میں گونجی تھی، ہر سپاہی کی گرفت اپنی تلوار پر مزید مضبوط ہو گئی۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content

~~~~~~~~~

شہزادی رخسار کو مکہ گئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا۔

اکبر اپنی فوج کی آخری چند ضروری مشقوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تم سب کے گھوڑے تیار ہیں۔ یہ گھوڑے میں نے خاص طور پر بخارا، سمرقند اور فارس سے منگوائے ہیں۔ یہ نہ صرف مضبوط جسامت کے مالک ہیں بلکہ اعلیٰ نسل کے گھوڑے ہیں جو تاریخ میں بڑی بڑی جنگوں میں استعمال ہوتے آئے ہیں۔"

اکبر اپنے لشکر کے سامنے کھڑا بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔

"اب تم لوگ بتاؤ، کیا تم سب تیار ہو؟"

"ہم تیار ہیں!" سب سپاہیوں نے ہم آواز ہو کر بلند آواز میں جواب دیا۔

"تم کس کے لیے کام کرتے ہو؟"

"سلیمان شاہ کے لیے!"

"تم سب کس کی فوج ہو؟"

"سلیمان شاہ کی!"

"تم کس کے لیے لڑتے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!
~~~~~~~~~

"ہم سلیمان شاہ کے لیے لڑتے ہیں!"

"بہت خوب!" اکبر نے ہلکی سی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

واپسی پر وہ اپنے ساتھ محل کے لیے چند سپاہی بھی لے آیا۔

~~~~~~~~~

محل کی بلند و بالا میناروں پر سورج کی پہلی کرنیں پھیل رہی تھیں، جیسے سنہری روشنیوں نے انہیں اپنے آغوش میں لے لیا ہو۔ آسمان سرمئی ہونے لگا تھا۔ پرندوں کی چہچہاہٹ اور ان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ اُڑ کر جگہ تبدیل کرنا ماحول کو خوبصورت بنا رہا تھا۔

ایسے میں اگر محل کے اندر جھانکا جائے تو صبغت شاہ اپنے پلنگ کے تاج سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے کرسی پر بیٹھا اکبر انہیں کچھ دکھا رہا تھا۔

صبغت شاہ کے چہرے پر واضح حیرت تھی کیونکہ بہت سال گزر چکے تھے کہ اکبر ان سے ملنے نہیں آیا تھا۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی.. اتنے برسوں میں کوئی مجھ سے ملنے تو آیا.."

"تایا جان! میں آج آپ سے ملنے کسی خاص مقصد کے تحت آیا ہوں" اکبر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں موجود صندوق کسی پرانے راز کے فاش ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔

Clubb of Quality Content
~~~~~~~~~

"میں سن رہا ہوں، میں نے برسوں تمہارے بولنے کا انتظار کیا ہے"

اکبر ان کی بات سن کر ہلکا سا کھانسا تھا۔اسے کمرے میں بسی ایک بو آئی، جو اسے اس صندوق کو کھولنے سے بھی آتی رہی ہے۔

"یعنی میرا شک صحیح تھا؟"اکبر نے سوچا۔

"اس صندوق میں کچھ راز ہیں، جن کا مجھے نہیں لگتا آپ کو علم ہے"

"کیسے راز؟"

"سب سے پہلے تو میں نہیں جانتا کہ آپ کو تائی کی حقیقت کے بارے میں شروع سے ہی معلوم تھا یا نہیں یا اب بھی آپ ان کے بارے میں علم رکھتے ہیں یا نہیں.."

"اس محل میں برسوں سے اس عورت کا ذکر نہیں ہوا.."

"اُس عورت کے ذکر پر پابندی بھی آپ نے لگائی تھی تایا جان"

"میں جانتا ہوں، جب نازیہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی تو مجھے کچھ وقت لگا تھا سنبھلنے میں۔اور پھر میں نے اس کے ذکر پر پابندی لگا دی تھی.."

"یہ خطوط.. یہ آپ پڑھیں"

اس نے آگے پیچھے دو خط اپنے تایا جان کو پیش کیے، ایک وہ خط جو نور بانو کو کتب خانے کے اس کمرے سے ملا تھا جب کہ دوسرا خط جو نازیہ نے جانے سے پہلے صبغت شاہ کے لیے لکھا تھا۔

"مجھے شک تھا.. بلکہ مجھے یقین تھا اس سب کا۔"

اکبر خاموش رہا۔

"نازیہ بہت چالاک عورت تھی، اسی کی وجہ سے اس محل نے بہت درد اٹھائے بہت دکھ جھیلے.. اب جا کر میری بیٹی رخسار نے سب کچھ سنبھالا ہے.. "

اکبر طنزیہ مسکرایا تھا۔

"اس کو سونگھیے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا آپ اس بو کو پہچانتے ہیں؟" اکبر نے ایک زہر کی شیشی انہیں پکڑانے کے بعد ان سے پوچھا تھا۔

"یہ بو؟ یہ تو.. یہ تو برسوں سے میرے کمرے میں آتی ہے کبھی غائب ہو جاتی اور کبھی پھر سے آتی ہے.. خاص طور پر میری ایک کنیز، جو حکیمہ بھی ہے اس کے آنے کے بعد یہ بو اور تیز ہو جاتی ہے" اکبر کے تاثرات بدلے۔

"کون سی کنیز؟"

"وہی جو حکیمہ ہے، بیچ میں کچھ سال کے لیے وہ شاید یہاں سے چلی گئی تھی پھر دوبارہ آنے لگ گئی"

"تایا جان، آپ کو معلوم ہے کہ اس شیشی میں کیا ہے؟"

انہوں نے سر کو نفی میں ہلایا۔

"اس شیشی میں زہر ہے اور آپ کے کمرے سے جو بو ہمیشہ آتی رہی ہے وہ بھی اسی زہر کی ہے.. تایا جان" اکبر ان کے قریب آیا اور ان کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے، وہ حیرت میں ڈوبے اکبر کو دیکھتے رہ گئے۔

"یہ زہر کی وہ قسم ہے جس کے بعد انسان مرتا تو نہیں ہے لیکن وہ زندہ انسانوں میں بھی شمار نہیں ہوتا، آپ کے اس طرح سے برسوں بستر میں پڑے رہنے کی وجہ بھی یہی زہر ہے"

صبغت شاہ پر یہ انکشاف پہلی دفعہ ہوا تھا۔

"آپ جانتے ہیں یہ زہر آپ کو کون دیتا رہا ہے؟"

"آپ کی بیوی نازیہ!" ان کے جواب دینے کا انتظار کیے بغیر ہی اکبر بولا۔

"کیا وہ اتنی ظالم تھی؟" صبغت شاہ کی آواز کسی کنویں سے آئی تھی۔

"وہ اس سے بھی کئی زیادہ ظالم تھی۔ وہی میرے باپ اور آپ کے بھائی، سلیمان شاہ کی قاتل تھی۔" صبغت شاہ نے درد سے آنکھیں میچ لیں۔ اکبر ان کو بغور دیکھتا رہا۔

"آپ کو زہر دیا گیا ہے، اس کا علاج میں ڈھونڈ چکا ہوں۔ آپ پہلے جیسے تو نہیں ہو سکتے لیکن اس علاج سے آپ کی صحت میں بہتری آسکتی ہے" ان کے خاموش رہنے پر اکبر بولا۔

"اب صرف یہ دیکھنا ہے کہ آپ کی خدمتگاروں میں موجود وہ کون سی کنیز ہے جو نازیہ کے حکم پر آپ کو ابھی تک وہ زہر پلاتی رہی ہے.. آپ کا علاج مجھ پر فرض ہے۔ ماضی میں جو ہوا اس سب میں آپ کا کوئی قصور نہیں"

"میں تمہارا گناہگار ہوں اکبر.. میں گناہگار ہوں مجھے معاف کر دو" انہوں نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی.. وہ رو نہیں رہے تھے مگر ان کی آواز رندھ گئی۔

"آپ کیا کر رہے ہیں تایا جان، آپ میرے بابا جیسے ہیں، مجھے معلوم ہے آپ بے قصور ہیں، قصوروار صرف ایک ہی ہے اور وہ اب ہم سب کی زندگیوں سے جا چکی ہے، اس کے لیے یہی سزا کافی.. اب میں آپ کے پاس آیا ہوں کیونکہ مجھے میرا حق چاہیے"

صبغت شاہ نے نظریں جھکا لیں۔ اکبر جس حق کی بات کر رہا تھا وہ جانتے تھے، صبغت شاہ خود محل کے معاملات سنبھالنے سے قاصر تھے مگر اکبر تو موجود تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں شرمندہ ہوں اکبر "اب وہ اپنے دائیں طرف موجود کھڑکی کی طرف دیکھ رہے تھے۔

"آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں تایا جان، میں نے کہا نا ماضی میں جو ہوا سو ہوا مگر اب مجھے میرا حق چاہیے اور یہ آپ کی رضامندی کے بغیر ممکن نہیں! اگر آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو بادشاہت مجھے منتقل کر دیں اور ان کاغذات پر دستخط کر دیں، لیکن یاد رکھیے گا.. مجھے میرے حق سے مزید محروم نہ کیجیے گا کیونکہ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے.."

وہ ایک زرد اور مضبوط کاغذ ان کے قریب رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور بغیر ان کی طرف دیکھے وہاں سے نکل آیا۔

صبغت شاہ اب بھی اپنی بائیں طرف موجود کھڑکی سے باہر آسمان کو تکتے رہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبغت شاہ اُس کاغذ پر دستخط کر چکے تھے۔اُن کے خیال میں یہ بھی کم تھا کیونکہ اکبر نے ساری زندگی جن محرومیوں کا سامنا کیا تھا اُس کا ازالہ کرنا اب ناممکن تھا۔اب سے اکبر بادشاہ تھا،اِس لیے نہیں کہ رخسار محل میں نہیں تھی تو اُس کی غیر موجودگی میں یہ معاملات اکبر سنبھال رہا تھا، بلکہ اِس لیے کیونکہ اب صبغت شاہ نے اپنی بادشاہت ہمیشہ کے لیے اکبر کو

منتقل کر دی تھی۔ تخت ہمیشہ کے لیے اس کا ہو گیا تھا۔اب رخسار صرف شہزادی تھی، جس کے اختیار میں بہت کم معاملات تھے۔اب سب کچھ اکبر کے ہاتھ میں تھا۔

پورے شہر میں چراغاں کیا گیا تھا۔ آدھے لوگ اِس فیصلے سے خوش تھے جبکہ آدھے ناخوش! ہر ایک کی اپنی سوچ تھی۔

شہر کے معاملات دیکھ کر وہ واپس محل آ گیا۔ آج اُس نے انگلستان سے آئی بڑی ڈاکٹر کو محل بلایا ہوا تھا تاکہ وہ صبغت شاہ کا خاص معائنہ کرے۔

"یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی بیٹا؟"صبغت شاہ نے سامنے کھڑے اکبر سے کہا۔

وہ فرنگی ڈاکٹر کالے اور سفید رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھیں جیسے کوئی افسر ہو۔وہ چالیس سال سے اوپر کی عمر کی خاتون تھیں، اُن کے بھورے بال اُنہوں نے مضبوطی سے جوڑے میں باندھے ہوئے تھے۔

"تایا جان، آپ کو ٹھیک ہونا پڑے گا،اِس محل کو آپ کی ضرورت ہے"وہ قریب آکر دھیرے سے بولا۔

پھر اُس فرنگی ڈاکٹر نے صبغت شاہ کا معائنہ کیا۔

"اِن کے جسم سے اِس زہر کے اثرات مکمل طور پر نکلنے میں تو بہت سال لگیں گے، یہ آسان نہیں ہے۔ لیکن ہاں، اگر تین مہینے میں اِن کا خاص علاج کروں تو ہو سکتا ہے کہ یہ پہلے سے کافی بہتر ہو جائیں۔" صبغت شاہ کے کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں چلتے ہوئے اُس ڈاکٹر نے انگریزی میں کہا، تو مترجم نے فارسی میں ترجمہ کر کے اکبر کو بتایا۔

"کیا آپ تین مہینے محل میں ہی رہ سکتی ہیں؟" اکبر نے کہا تو مترجم نے اب اکبر کے الفاظ کا انگریزی میں اُس ڈاکٹر کو ترجمہ کر کے دیا۔

"مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اِس طرح اِن کی غذا کا بھی میں خاص خیال رکھواؤں گی... بلکہ اِس طرح وہ جلد صحتیاب ہو سکتے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ڈاکٹر کے اِس جواب سے اکبر کو تسلی سی ہو گئی۔ اب اُسے جلدی تھی، اُسے اور بھی اہم کام کرنے تھے۔

فرنگی ڈاکٹر اور صبغت شاہ سے ملنے کے بعد اکبر سیدھا دربارِ خاص آیا۔

اپنے بندے علی کو بھیج کر اس نے کچھ کاغذات منگوائے اور اجمل کو بلوایا، اب اسے جلدی جلدی اگلے اقدامات کرنے تھے۔

"اجمل، محل میں کچھ تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ خاص طور پر ایک ہفتے تک کنیزیں بدلنی ہیں اور محل کے جتنے بھی پہرے دار ہیں مجھے ان سب کی تعداد اور معلومات لا کر دو" وہ دربارِ خاص میں موجود تخت پر بیٹھا اجمل کو ہدایات دے رہا تھا۔

"جیسا آپ کا حکم"

"اور ہاں یہ دربارِ خاص سے تخت ہٹا دو.. یہاں کے لیے خاص طور پر شیشم سے بنی کرسیوں اور میزوں کا آرڈر تیار کراؤ، ایسا ڈیزائن جو پورے ہندوستان میں نہ ہو۔"

اکبر نے پورے دربارِ خاص میں نگاہیں گھماتے ہوئے اجمل سے کہا۔

"اب مجھے یہ بتاؤ جو کل میں نے کہا تھا اُس عمر کو میرے پاس بھیجو، اُس کا کیا بنا؟"

"اُسے میں نے پیغام بھیجا تھا۔ کل وہ خود آپ کے پاس آ رہا ہے" وہ مؤدبانہ لہجے میں بولا تو اکبر نے اُسے جانے کا اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ اور جو کام بتائے ہیں وہ جلدی سے عمل میں لاؤ، میں کوئی تاخیر یا کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا"

"دیکھتے ہیں یہ عمر کیا بلا ہے"

اجمل کو بھیج کر اس نے کل کی ملاقات کے بارے میں سوچا۔

اگلے روز جس وقت عمر نے آنا تھا، اکبر اُس کے آنے سے پہلے ہی دربارِ خاص میں اُس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ کافی دیر تک انتظار کرنے کے بعد اُسے لگا کہ عمر نے اِن لوگوں کے ساتھ کوئی دھوکا کیا ہے اور وہ نہیں آ رہا۔

تب اکبر دربارِ خاص سے اُٹھ کر اپنے دوسرے معاملات دیکھنے چلا گیا، اور پھر اُس فرنگی ڈاکٹر سے مل کر اکبر نے صبغت شاہ کے علاج سے متعلق اُن سے معلومات لیں۔

اب اکبر کو اُس حکیمہ کا بھی انتظار تھا جو اب تک صبغت شاہ کو وہ زہر پلاتی رہی تھی۔ اپنے خاص بندوں میں سے ایک آدمی کو اُس نے صبغت شاہ کے کمرے پر نظر رکھنے کے لیے مقرر کر دیا تاکہ وہ اکبر کو یہ ساری معلومات دے سکے کہ اُن کے کمرے میں کون آ رہا ہے۔

اِسی روز اپنے کمرے میں جانے سے پہلے اکبر نے اجمل کو عمر سے متعلق ہدایات دیں، اور پھر اپنے کمرے میں چلا آیا۔

~~~~~~~~~

بادشاہتِ اکبر رائج ہو چکی تھی۔

ہر طرف سلیمان شاہ کا نام تھا کیونکہ اب اکبر بن سلیمان شاہ، بادشاہ تھا۔
~~~~~~~~~

اس روز محل کی فضا کچھ زیادہ خوشگوار نہ تھی۔اکبر تخت پر براجمان تھا جب اس کا ایک ذاتی پہرے دار اُس کے پاس آیا۔

"آپ کا کام ہو گیا ہے۔اجمل نے پیغام بھیجا ہے کہ آپ آجائیں۔"

اُس کی بات سن کر اکبر نے اُسے جانے کا اشارہ کیا۔اِس کے کچھ دیر بعد اکبر محل سے روانہ ہوا اور دہلی گیٹ پار کر کے اپنے لشکر کو دیکھنے اُس خفیہ تہہ خانے میں آگیا۔

سارے سپاہی ادب میں اُس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔دیواروں میں لگی مشعلیں جل رہی تھیں۔

اکبر اُن سب کو پار کرتا ہوا تہہ خانے کے آخر میں موجود اُس کمرے میں چلا گیا۔وہ کمرہ بھی تہہ خانے والے ہال جیسا تھا۔دیواروں میں لگی مشعلیں روشن تھیں۔اُن کی تیز روشنی میں کمرے کے عین وسط میں کرسی سے بندھے شخص کا چہرہ بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔اِس شخص کے پیچھے دو آدمی کھڑے تھے اور اجمل بھی اِسی کمرے میں موجود تھا۔

"مجھے کیوں اٹھا کر لائے ہو؟ میں نے کیا بگاڑا ہے تمہارا؟"

وہ کرسی سے بندھا شخص بولا۔

Clubb of Quality Content

"تو عمر صاحب! ہماری ملاقات ایسے لکھی تھی...میں نے تمہیں سیدھی طرح ملاقات کے لیے بلایا تھا تم نہیں آئے۔ تو میں نے سوچا ایسے مل لیتے ہیں۔ خیر! کیسے ہو؟" عمر اسے سرخ ہوتی آنکھوں سے گھور رہا تھا۔

اکبر اُس کے سامنے کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔

"اِس کو باندھنے کو کس نے کہا تھا؟ کھولو اِسے۔"

پھر اُس نے اپنے ایک آدمی سے اُسے کھولنے کا کہا۔

اجمل کونے میں خاموش، ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

ایک آدمی آکر عمر کے ہاتھ کھولنے لگا۔

"دیکھو عمر، میں نے تمہیں بات کرنے کے لیے بلایا ہے۔ آرام سے...پیار سے۔"

"تمہیں مجھ سے کیا مسئلہ ہے؟ صاف بات کرو۔"

اب وہ آدمی عمر کے ہاتھ رسی سے آزاد کر رہا تھا۔

"مسئلہ تو کوئی نہیں۔ ہاں، کچھ باتیں ہیں جن کی وجہ سے مجھے تھوڑا غصہ آیا...اور تمہیں پتا ہے، جب مجھے غصہ آتا ہے تو میں اکثر لوگوں کے منہ توڑ دیتا ہوں۔"

"میں نے بھی ہاتھوں میں چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔"

عمر جوابا گولا۔اب وہ آدمی اُسے رسیوں سے آزاد کر چکا تھا۔

اکبر اُس کی بات سن کر ہنسنے لگا اور پیچھے مڑ کر کونے میں کھڑے اجمل کو دیکھا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے؟"

اور ہنستے ہنستے اُس نے اجمل سے پوچھا۔

"دیکھو عمر، معاملہ میری تایازاد بہن کا نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ وہ کرتا جو آج تک کسی نے کسی کے ساتھ نہیں کیا ہو گا۔ مگر خیر... جانے دو۔اب باز آجاؤ۔ میرے پاس تمہارے خلاف اچھے خاصے ثبوت ہیں۔ اگر تم اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے، پھر تم خود سوچ لو کہ تمہارے ساتھ میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔ یہ میں نے تمہیں پیار سے سمجھایا ہے، اِس کے بعد..."

اُس نے شہادت کی اُنگلی اُس کی طرف اُٹھا کر تنبیہ کی۔

"آگے تم خود سمجھدار ہو، کوئی بچے نہیں ہو۔"

"چھوڑ دو اِسے۔"

اپنی بات مکمل کر کے اُس نے اپنے آدمی سے کہا، پھر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم میرے ساتھ آؤ۔"

پھر اجمل کو اپنے ساتھ چلنے کا کہہ کر وہ وہاں سے چل پڑا۔

~~~~~~~~~~~

سورج آہستہ آہستہ اُفق پر نمودار ہو رہا تھا۔ فضا میں ٹھنڈک کا احساس ماحول میں خوشگوار سا تاثر چھوڑ رہا تھا۔ ایسے میں لاہور کے اس عالی شان محل میں جھانکو تو نئی کنیزوں کی آمد کی خبر پورے محل میں پھیلی ہوئی تھی۔

اکبر نے اجمل کی بیوی کو اس کام پر لگایا تھا۔ کنیزوں کی تبدیلی کا کام اسی طرح سے شروع تھا جب ایک پہرے دار، جسے اُس نے صبغت شاہ کے کمرے پر نظر رکھنے پر مامور کیا تھا، اس کے پاس آیا۔ صبغت شاہ کو بھی معلوم تھا کہ اکبر اُس حکیمہ کی تلاش میں ہے جس کے آنے پر کمرے میں وہ مخصوص زہر والی بو آتی ہے۔ جب وہ حکیمہ آئی تو صبغت شاہ نے کمرے میں موجود کنیز کو اشارہ کیا، تو اس کنیز نے باہر کھڑے پہرے دار کو اطلاع دے دی۔ یوں اکبر کو اس حکیمہ کی آمد کا پتا چلا۔

جب اکبر صبغت شاہ کے کمرے میں اس فرنگی ڈاکٹر سمیت داخل ہوا تو وہ حکیمہ، جو دیوار کے ساتھ کھڑی ماربل کی اونچی شیلف پر دو شیشیوں میں موجود مائع ایک گلاس دودھ میں ملا رہی تھی، دروازہ کھلنے پر پیچھے مڑی اور اکبر کو دیکھ کر اس کے ہاتھ لڑکھڑا گئے۔ یوں اس کے ہاتھ میں موجود وہ شیشی گر گئی۔ اس نے گھبرا کر اکبر کی جانب دیکھا۔ اکبر کے چہرے پر سنجیدگی
~~~~~~~~~~~

تھی۔ شیشی ٹوٹ چکی تھی اور اس کے شیشے اس حکیمہ کے پیروں کے ساتھ ہی بکھر گئے۔ اس کے بعد کمرے میں بو سی پھیل گئی۔ وہی تیز بو...

"مجھے لگتا تو نہیں ہے کہ ان ڈاکٹروں کی تصدیق کی ضرورت بھی ہے، کیونکہ ہر چیز انتہائی واضح ہے، لیکن پھر تم ان سے کہو کہ وہ اس شیشی میں موجود مواد کی تصدیق کر دیں۔"

اکبر نے مترجم سے کہا تو اس مترجم نے فوراً ہی اکبر کے کہے الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا۔

وہ فرنگی ڈاکٹر آگے بڑھی۔

"آپ کو اپنی جگہ سے ہلنے کی ضرورت نہیں۔"

وہ حکیمہ حیران و پریشان سی کھڑی تھی جب اکبر نے اس سے کہا تھا۔

اس حکیمہ کے چہرے پر غور کرو تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وقت سے پہلے ہی اس پر بڑھاپا آ گیا ہو۔ وہ پتلی سی تھی، دوپٹہ سر پر لیے کھڑی تھی۔

فرنگی ڈاکٹر آگے بڑھی اور اس نے نیچے سفید فرش پر پڑی ٹوٹی ہوئی شیشیوں میں سے ایک بڑا شیشہ یوں اٹھایا کہ اس میں اب بھی کچھ قطرے مواد موجود تھا۔

"آہستہ اثر کرنے والا زہریلا مرکب۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

بو سونگھنے اور تھوڑا سا ہاتھ پر لگانے کے بعد انہوں نے کہا تو اکبر نے جواباً سر کو خم دیا۔اسے پہلے سے ہی معلوم تھا... اب صرف رنگے ہاتھوں پکڑنا تھا۔ یہ بھی ہو گیا۔اب اکبر نے تفتیش کرنی تھی۔

"اس کو یہاں سے قید خانے میں لے جاؤ۔"

اکبر نے وہاں موجود دو پہرے داروں کو حکم دیا تو وہ دونوں اس حکیمہ کی طرف بڑھ گئے۔ وہ فرنگی ڈاکٹر اب دیوار میں جڑی الماری کے ساتھ خاموش کھڑی اکبر کی کارروائی دیکھ رہی تھی۔ صبغت شاہ بھی خاموشی سے بستر پر لیٹے اس حکیمہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اور وہ حکیمہ حیرت میں گھری تھی۔اس نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ وہ پکڑی بھی جائے گی، وہ بھی اتنے سالوں کے بعد۔اس نے ان دو پہرے داروں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔وہ کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔اب وہ بے بس تھی۔ وہ اس سب کے لیے تیار نہیں تھی۔ پہرے داروں نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑا تو بھی وہ حیرت میں گھری ان کے ساتھ چلنے لگی، اور اب آہستہ آہستہ اس کے چہرے پر موجود حیرت کے آثار خوف میں بدلنے لگے تھے۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

"ہاں تو محترمہ ؟ زیادہ گھما پھرا کر بات نہیں کروں گا، اس لیے مجھے صاف صاف بتاؤ کہ یہ سب کس کس کے کہنے پر کرتی آ رہی ہو ؟"

اکبر نے اُس حکیمہ کو دربارِ خاص میں طلب کیا تھا اور اِس وقت وہ شیشم کی بنی نفیس سی کرسی پر بیٹھا اُس حکیمہ سے سوال کر رہا تھا۔ وہ حکیمہ جو کچھ دن قید خانے میں رہنے کے بعد اب اکبر کے سامنے پیش ہوئی تھی، اِس وقت اکبر کے سامنے سر جھکائے خاموش کھڑی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دربارِ خاص میں اِس وقت صرف خادم اور چند پہرے دار تھے جو اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے تھے۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں ؟ میں نے تمہیں کچھ وقت کی مہلت دی، تمہیں میرا شکر گزار ہونا چاہیے، ورنہ تمہیں میں نے رنگے ہاتھوں اپنے تایا کو زہر دیتے ہوئے پکڑا ہے، میں تمہارا سر اُسی وقت قلم کر سکتا تھا۔"

اُس کے خاموش رہنے پر اکبر قدرے اونچی آواز میں اُس سے گویا ہوئے تھا۔

"مجھے معاف کر دیجیے بادشاہ سلامت، مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوا ہے۔"

وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"یہ مجھے بھی معلوم ہے کہ تم نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔اِس وقت تمہیں بلانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے بتاؤاِس سب کے پیچھے کون ہے؟اور تم کب سے زہر پلا رہی ہو؟"

"بادشاہ سلامت،اِس سب کے پیچھے کوئی نہیں ہے، یہ میں نے خود شروع کیا تھا،مجھے معاف کر دیں،مجھے جانے دیں۔"

وہ پھر سے رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"جھوٹ مت بولو۔ میری ڈاکٹر نے بتایا ہے کہ یہ زہر ایک خاص قسم کا زہر ہے جو کم از کم تایا کو پچھلے کئی سالوں سے وقفے وقفے سے پلایا گیا ہے۔ اِس لیے شرافت سے اُس کا نام بتاؤ جس کے کہنے پر تم نے یہ سب کیا ہے۔"

اب وہ حکیمہ سر اٹھا کر اکبر کو دیکھنے لگی اور پھر دوبارہ اپنا سر جھکا کر بولنے لگی۔ وہ حیران ہوئی کہ اکبر کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ زہر پچھلے کئی سالوں سے وہ صبغت شاہ کو پلاتی رہی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں سچ کہہ رہی ہوں، اِس سب کے پیچھے کوئی نہیں ہے، مجھے معاف کر دیں، میں اپنا جرم قبول کرتی ہوں، مجھے میرے بچوں کے پاس جانے دیں۔"

وہ روتے ہوئے بولی۔ اب کی بار اُس نے ہاتھ جوڑ کر اکبر سے التجائی لہجے میں کہا۔

"تمہاری دو بیٹیاں، جواب جوان ہیں، ایک کی تو شادی بھی ہو گئی ہے... اور ایک بیٹا بھی تو ہے۔ وہی بیٹا جو تمہارا سگا بیٹا نہیں ہے لیکن تم نے گاؤں والوں سے یہ بات چھپائی ہے؟ ایسا ہی ہے نا؟"

اکبر نے اپنا کام مکمل کر کے اُسے دربارِ خاص بلایا تھا۔ وہ حکیمہ حیران و پریشان کھڑی رہی۔

"میرے بچوں کو کچھ نہ کرنا، میں التجا کرتی ہوں۔ مجھے بے شک مار دو مگر میرے بچوں کو کچھ نہ کرنا۔ اِنہی بچوں کی خاطر تو میں یہ سب کرنے پر مجبور ہوئی تھی... ناز... نازیہ کے کہنے پر، اُس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ میرے بھائی اور میرے بچوں کو مار دے گی۔ بادشاہ سلامت... بادشاہ سلامت، میں ڈر گئی تھی۔ تب میرے بچے بہت چھوٹے تھے، میں ماں ہوں، میں بچوں کی خاطر مجبور تھی۔"

وہ روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی۔ اکبر کو پہلے سے معلوم تھا کہ اِس سب کے پیچھے نازیہ ہے، اِس لیے اُسے ذرا بھی حیرت نہیں ہوئی۔

"نازیہ نے تو یہ سب تم سے بہت پہلے کرنے کو کہا ہو گا؟ اب اتنے سالوں بعد تک تم یہ سب کیوں کر رہی ہو؟ اب تو نازیہ نہیں ہے۔"

اکبر کو جس سوال نے پریشان کر رکھا تھا، اُس نے وہی کیا۔

"اُس نے جانے سے پہلے مجھ سے خود وہ زہر اپنے ہاتھوں سے صبغت شاہ کے دودھ کے گلاس میں ملوایا تھا۔ میں ڈری ہوئی تھی... میرا ڈر ختم کرنے کے لیے پہلی دفعہ اُس نے خود میرے سامنے صبغت شاہ کو زہر پلایا، دوسری دفعہ اُس نے مجھے کنیز بنایا اور میں صبغت شاہ کے کمرے میں وہ زہر دینے گئی تھی، تب وہ بالکل ٹھیک تھے۔ پھر نازیہ کے یہاں سے جانے سے پہلے اُس نے مجھے دھمکی دی تھی کہ میں ہمیشہ یہ کرتی رہوں گی، ہر کچھ دن کے بعد میں ایسے ہی کرتی رہوں گی اور اگر میں نے ایسا نہ کیا تو وہ میرے بچوں اور بھائی کو مار دے گی۔ میں ڈر گئی تھی بادشاہ سلامت، وہ بہت تیز تھی، مجھے اُس سے ڈر لگتا تھا۔"

حکیمہ کی سسکیوں بھری آواز پورے دربارِ خاص میں گونج رہی تھی۔اکبر کو اُس پر یقین تھا۔ اُسے نازیہ سے اِس سے بھی برا کرنے کی توقع تھی۔

"ایک عرصے کے بعد تو اُس کے دیے ہوئے زہر نے بھی ختم ہو جانا تھا۔پھر تمہیں اُس کے جانے کے بعد زہر کی وہی قسم کون لا کر دیتا رہا ہے؟"

اکبر کے سوال پر وہ ایک لمحے کو خاموش رہی اور پھر دوبارہ بولنے لگی۔

"زہر کی وہ قسم پہلے مجھے نازیہ نے خود دی تھی، پھر اُس کے جانے کے بعد اُس نے مجھے ایک شخص کا بتایا تھا۔میں اُس کی حویلی گئی تھی... مجھے زیادہ تو نہیں معلوم، وہاں ایک شخص مجھے وہ زہر دیتا تھا اور پھر کچھ عرصے بعد جب وہ شخص فوت ہو گیا تو اُس کا بیٹا مجھے وہ زہر لا کر دیتا ہے۔"

اب کی بار اکبر کو شدید حیرت ہوئی۔

"کون؟ کیا تم اُس کا نام جانتی ہو؟"

اکبر کو سو فیصد یقین تھا کہ یہ کوئی اور نہیں، عمر ہے۔

"مجھے اُس کا نام نہیں معلوم، بس یہ پتا ہے کہ وہ حویلی کے مالکوں میں سے ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حکیمہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اب میری بات غور سے سنو، تمہارے بچوں اور بھائی کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہے۔ اُنہیں کچھ نہیں ہو گا۔ تم ہمیں اُس شخص سے ملواؤ گی، کیسے اور کب، یہ بعد میں بتاتا ہوں۔ ابھی تم لوگ اِسے واپس قید خانے میں لے جاؤ۔"

اُس نے بات کے آخر میں پہرے داروں کو بلایا۔

"بادشاہ سلامت، کیا آپ نے مجھے معاف کر دیا؟"

اُس نے آخر میں جاتے جاتے اُمید بھری نظروں سے پوچھا۔ وہ جو پہرے دار اُسے دونوں بازوؤں سے تھام کر لے جا رہے تھے، حکیمہ کے سوال پر رک گئے۔

"نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر کے جواب پر وہ پہرے دار اُسے پھر سے لے جانے لگے۔ حکیمہ بھی مرے ہوئے قدموں سے اُن کے ساتھ چلنے لگی۔

"عمر۔۔ تم کس کس چیز میں ملوث ہو۔۔ اب تو تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا!" حکیمہ کے جانے کے بعد اکبر نے سوچا۔

~~~~~~~~~

دو مہینے بعد۔۔
~~~~~~~~~

"ہمارے ٹھکانے نہ ہوتے تو کیا ہوتا؟"

نور بانو لوٹ آئی تھی۔اپنے گھر، اپنے آشیانے!

وہ اس وقت اپنے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑی تھی۔ہاشم اس کے ساتھ آیا تھا کیونکہ اس کے سامان میں ڈھیروں کتابیں تھیں جنہیں وہ اکیلے اٹھانے سے قاصر تھی۔ابھی کچھ لمحے ہی گزرے تھے جب اس نے گھر کا دروازہ بجایا تھا۔

یہ فجر کے بعد کا وقت تھا۔ہر طرف سورج کی سنہری روشنی پھیلی ہوئی تھی، گلی میں لوگوں کی آمدورفت آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔

اس نے ایک اور دفعہ دروازہ بجایا اور پھر سے انتظار کرنے لگی۔

آخر مراد نے دروازہ کھولا اور اسے دیکھ کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے پر آ گئے۔

"باجی، آپ!" وہ دروازہ کھولتے ہی اس سے آ کر لپٹ گیا۔

"ارے ارے اندر تو آنے دو" اس نے مراد کو خود سے الگ کیا اور پھر اسے ہاشم سے سامان لینے کا کہا۔

"آپ اندر آ جائیں چائے پی کر چلے جائیں" مراد نے ہاشم سے سامان لینے کے بعد کہا۔

"مجھے دیر نہ ہو رہی ہوتی تو ضرور پیتا، تمہارا شکریہ "ہاشم وہاں سے چلا آیا۔

نور بانو نے گھر کے آنگن میں قدم رکھا اور جو پہلا احساس اسے ہوا تھا وہ بیان نہیں کیا جا سکتا، اسے گھر کی کتنی یاد آئی تھی۔

اس نے ایک نظر پورے صحن میں گھمائی اور گھر کی سجاوٹ دیکھ کر تھوڑی حیران ہوئی، سرخ چبوترے سے لے کر سامنے کمروں کے دروازوں پر بنے کواڑھ پر گیندے کے پھولوں کی سجاوٹ کی گئی تھی۔

"یہ سجاوٹ کیسی ہے مراد؟"مراد نے اس کا سارا سامان بیچ میں رکھی چارپائی پر رکھا اور اب وہ دروازہ بند کر رہا تھا جب نور بانو نے اس سے پوچھا۔

"آپ اندر تو آئیں، سب پتہ چل جائے گا۔"

"اچھا"وہ حیرانی سے بولی۔

"اب آپ بتائیں کیسی ہیں باجی"وہ واپس اس کے قریب آ کر بولا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں، تم بتاؤ، اسکول جاتے ہو یا نہیں؟"

"آپ بھی نا، ابھی تو آئی ہیں اور آتے ساتھ ہی اسکول کی باتیں"مراد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا چلو اندر چلتے ہیں" اس نے جیسے ہی یہ کہا مہر النساء خاتون کی اپنے کمرے سے آواز آئی تھی،

"مراد کون آیا ہے اتنی صبح صبح ؟"نور بانو نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا کہا اور پھر دو زینے چڑھ کے مہر النساء خاتون کے کمرے میں آ گئی۔

"میں آئی ہوں" کمرے میں داخل ہوتے ساتھ ہی نور بانو نے کہا۔

مہر النساء خاتون نے حیران ہوتے ہوئے اپنے کمرے کے دروازے کی چوکھٹ کی جانب دیکھا، اور وہاں کھڑی نور بانو کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔ وہ اپنے پلنگ پر بیٹھی تھیں، ان کے پلنگ کے سامنے دیوار کے ساتھ ایک نیا صوفہ سیٹ رکھا تھا، باقی کمرہ ویسا ہی تھا جیسے نور بانو چھوڑ کر گئی تھی۔ ان کے ساتھ ہی پلنگ پر 3 سے 4 جوڑے پڑے تھے جن کو وہ تہہ لگا رہی تھیں۔

"بانو" ان کے لبوں سے بے اختیار ادا ہوا تھا۔ کتنا ترس گئی تھی نور بانو اپنی ماں کے منہ سے "بانو" سننے کے لیے..

نور بانو بھاگ کر ان تک آئی تھی اور بیٹھ کر اس نے مہر النساء خاتون کو گلے سے لگا لیا۔

"شکر ہے میرے اللہ، تو نے مجھے میری بیٹی سے پھر سے ملوایا"

"کیسی ہیں اماں ؟"نور بانو نے ان سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں بانو، میری بیٹی کیسی ہے ؟"مہر النساء خاتون نے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھاما۔

"میں بھی ٹھیک ہوں"

"نور بانو"سمیرا نے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے پکارا، نور بانو ایسے بیٹھی تھی کہ سمیرا کی طرف اس کی پشت تھی، سمیرا کی آواز پر اس نے مڑ کر سمیرا کو دیکھا، وہ سرمئی رنگ کے عام سے جوڑے میں کھڑی تھی۔

"سمیرا آپا جی"وہ وہاں سے اٹھ کر سمیرا سے لپٹ گئی، مراد سمیرا کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔

"شکر ہے تم آ گئی، کتنا یاد کیا ہے ہم نے تمہیں"سمیرا اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

"آؤ بیٹھو تو"اب سمیرا نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر مہر النساء خاتون کے ساتھ ہی پلنگ پر بٹھایا۔ خود جا کر وہ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہمیں کتنا وہم ہوا تمہارے جانے کے بعد، لوگوں نے بھی طرح طرح کی باتیں کیں پھر اماں بھی یہیں سے بیٹھ کر تمہاری طرف آیت الکرسی پڑھ کر پھونکتی رہیں کہ اب میری بانو کو کچھ نہیں ہو گا وہ صحیح سلامت واپس آ جائے گی اور دیکھو تم صحیح سلامت واپس آ بھی گئی"

سمیرا نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا، مراد اب اس کا سارا سامان اٹھا کر کمرے میں لا رہا تھا۔

"چلو اب میری بیٹی گھر آ گئی ہے، زیادہ تنگ نہیں کرو۔ سمیرا ابھی جاؤ اس کی پسند کا دیسی گھی والا پراٹھا اور چائے بنا کر لاؤ اس کے لیے، باتیں تو بعد میں بھی ہو جائیں گی" مہر النساء خاتون نے جب دیکھا کہ سمیرا لمبی لمبی باتیں کرنے کی نیت سے بیٹھ ہی گئی ہے تو فوراً اسے پراٹھا بنانے کا کہا۔

"ابھی بنا کر لاتی ہوں" سمیرا وہاں سے اٹھ کر چلی گئی تو نور بانو پھر سے اپنی ماں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ مراد اب آ کر اس صوفے پر بیٹھ گیا جس پہ ابھی تک سمیرا بیٹھی ہوئی تھی۔

"اماں یہ گھر میں سجاوٹ کیوں ہوئی ہے؟" مراد کو دیکھتے ہی اسے یاد آیا۔

"سمیرا کی رخصتی ہے اگلے منگل کو" مہر النساء خاتون نے وہ سارے جوڑے اپنی دائیں طرف رکھ دیے جنہیں وہ سلیقے سے تہہ لگا رہی تھیں۔

"ہیں اماں؟ یوں اچانک کیسے؟ اور میرے بغیر آپ کیسے اس کو رخصت کر سکتی ہیں؟" نور بانو کے سوالات پر مہر النساء خاتون نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"کیا ہیں؟ اور تم دوبارہ کہاں جا رہی ہو اب؟"

"اماں میرا مطلب ہے، اگر میں آج نہ آتی تو کیا آپ میرے بغیر ہی سمیرا باجی کی رخصتی کر دیتی؟"

"اوہو کہاں کر دیتی ایسے۔ مجھے پتا تھا تم آجاؤ گی" اماں اور ان کے اندازے، جو کبھی غلط بھی نہ ہوتے۔

"آپ کو کیسے پتا تھا؟"

"میرے دل نے کہا تھا مجھے کہ بانو آجائے گی، ادھر عمر بھی ایسے بے صبرا ہوا بیٹھا ہے تمہارے انتظار میں.. اچھا ہوا آگئی تم، اب کہیں نہیں جاؤ گی تم" مہر النساء خاتون نے اپنا دوپٹہ سر پر درست کرتے ہوئے کہا۔ نور بانو جو نیچے قالین کے ڈیزائن کو غور سے دیکھ رہی تھی، عمر کے ذکر پر ٹھٹک گئی۔

"وہ میرا انتظار کیوں کر رہا ہے؟"

"لو جی، تمہارا نہیں تو کس کا انتظار کرے گا؟ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے بھلا" انہوں نے سر جھٹک کر کہا۔ اب نور بانو کچھ بول ہی نہ سکی..

پہلا ہی دن تھا، وہ ابھی ابھی طویل سفر کر کے آئی تھی.. پہلے ہی دن وہ یہ بدمزہ موضوع کیسے لے کر بیٹھ جائے..

"میں اماں سے کیسے کہوں کہ عمر اچھا نہیں ہے..اُف اماں میں نے نہیں کرنی عمر سے شادی"
اس کی آنکھوں میں اداسی در آئی تھی۔

لیکن ساتھ ہی وہ پُر اُمید بھی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ جب وہ رخسار سے عمر کے خلاف ثبوت لے کر سب کو دکھائے گی تو عمر کی اصلیت سب کے سامنے آجائے گی اور یوں اس کی عمر سے جان بھی چھوٹ جائے گی۔

~~~~~~~~~

اسے واپس آئے یہ دوسرا دن تھا۔

اس وقت شام ہونے کو تھی، پورا دن سب کو سفر کے حوالے سے کہانیاں سناتے سناتے اور سمیرا کی شادی کے کپڑے، جوتے وغیرہ دیکھنے میں گزر گیا۔ پھر سمیرا گھر کی پچھلی طرف بنے باورچی خانے میں چلی گئی تھی، جبکہ مراد مسجد نماز پڑھنے چلا گیا اور مہرالنساء خاتون مغرب کی نماز پڑھنے لگیں۔ وہ بھی نماز پڑھنے کے غرض سے اوپر اپنے کمرے میں آگئی۔

نماز پڑھ کر اس نے دعا کی اور شکر ادا کیا کہ وہ خیریت سے اپنے گھر آگئی ہے۔ پھر جائے نماز تہہ کر کے اپنی جگہ پر رکھی اور اپنے بیڈ کے دوسری طرف پڑی مستطیل نما میز پر پڑی موم بتی جلانے لگی۔ موم بتی روشن ہوتے ہی وہ کمرہ، جو شام کے گہرے ہوتے سائے میں ڈوبنے کو
~~~~~~~~~

تھا، ہلکی روشنی سے جگمگا اٹھا، پورے کمرے مدھم سی سنہری روشنی پھیل گئی۔ پھر خود آکر بیڈ کے تاج سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

اور آنکھیں بند کرتے ہی اس کے ذہن میں جبران آگیا۔ وہ مہربان چہرہ...اور اس کی محبت...

وہ پاک محبت!

اسے وہ پاک محبت نصیب ہوئی تھی جس کے بعد دنیا کی ہر شے بے معنی لگتی ہے۔ اسے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری دنیا میں محبت سے زیادہ شیریں کوئی احساس نہیں۔ جب کہ رخسار کو لگتا تھا اگر یہی محبت یکطرفہ ہو تو اس جیسی بد ذائقہ شے بھی کوئی نہیں ہے..

"یا اللہ.. میں اماں کو عمر کا کیسے بتاؤں؟" وہ انہی سوچوں میں گھری تھی جب اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سمیرا اندر آئی۔ آواز پر نور بانو نے آنکھ کھول لی۔

"یہ کیا موم بتی لگائی ہے.. چراغ کہاں ہے تمہارے کمرے کا؟" وہ آتے ساتھ ہی بولی اور پھر خود ہی چراغ ڈھونڈنے لگی اور جلد ہی اسے مل بھی گیا۔

"آپ تو بالکل بھی نہیں بدلی سمیرا باجی"

"اور تم بالکل بھی ویسی نہیں رہی نور بانو" سمیرا نے چراغ جلا دیا۔ کمرے کی روشنی میں کچھ اضافہ ہوا۔ وہ سنجیدہ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مطلب ؟"

"مطلب یہی کہ وہ تاجر تمہیں بدل گیا۔۔وہ خود کہاں ہے ؟اس سے بہت سارے سوالات کرنے ہیں میں نے"وہ آکراس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔

"آپ کو وہ یاد ہے ؟"

"تمہارا چہرہ اسے بھولنے کب دیتا ہے ؟بلکہ یوں لگتا ہے جیسے اب اُسے بھی دیکھ چکی ہوں"

"وہ کیسے ؟"

"یہ میں نہیں بتاسکتی۔میں تمہاری طرح کتابیں نہیں پڑھتی"

"ہیں ؟اس کا کتابیں پڑھنے سے کیا تعلق ؟"نور بانو نے حیرت سے پوچھا۔

"اچھا چھوڑو یہ ،مجھے بتاؤ وہ کیسا ہے ؟"

یہ پوچھنے کی دیر تھی کہ نور بانو کا دل چاہا—پہلی دفعہ...پہلی دفعہ وہ اس کی بات کرے ،کسی کو اپنے دل کا حال تو سنائے ،ورنہ آج تو یہ دل پھٹ جائے گا۔اتنے دن...اتنے مہینے اس کے ساتھ گزارنے کے بعد نور بانو کو اس کی بے حد یاد آرہی تھی۔

"مجھے یہ تو نہیں معلوم کہ وہ کیسا ہے... مگر اس کو بیان کرنے کو الفاظ کم پڑ جائیں۔ وہ ایسا ہے جیسے چاندنی رات میں چاند کا خود موجود ہونا۔ جیسے سردیوں کی دوپہر میں دھوپ کا ہونا...وہ... وہ بہت الگ ہے" وہ کہتی گئی اور سمیرا سنتی گئی۔

"مجھے تو ایسا لگ رہا ہے تم اسی کے گیت گا رہی ہو"

"سمیرا باجی.. میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی.. آپ اماں سے بات کریں نا؟"

اس نے التجائی لہجے میں اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں اماں سے بات تو کر لوں، اُدھر عمر تمہارے لیے پاگل ہوا جا رہا ہے۔ وہ کہتا ہے اس نے ہر صورت تم سے ہی شادی کرنی ہے" عمر سمیرا کا دیور ہونے جا رہا تھا۔ وہ بے بس سی تھی۔ ایک طرف بہن کی آنکھوں میں کسی اور کی محبت...جو صاف جھلک رہی تھی، تو دوسری طرف عمر کی نور بانو سے شادی کی جلدی..

"خیر تم فکر نہیں کرو، میں اماں سے بات کروں گی"

"اور ہاں، میں ایک دفعہ اس تاجر سے مل تو لوں.. کیا نام ہے اس کا؟" سمیرا نے یاد کرنے کی کوشش کی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جبران "نور بانو نے یاد کرایا،اس کا ذکر یوں اپنی بڑی بہن کے سامنے کرنے سے اس کے گال گلابی ہو گئے۔

"ہاں تو جبران صاحب سے کہنا میں اس سے ایک دفعہ ملنا چاہتی ہوں.. پھر میں اماں سے بھی بات کرلوں گی"

"ٹھیک ہے "وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

~~~~~~~~~

"سمیرا باجی؟"سمیرا نہ جانے کیا پکانے میں مصروف تھی جب نور بانو نے باورچی خانے میں آ کر اسے پکارا۔

"جی؟"

"یہ شہر میں کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں؟"نور بانو جب سے واپس آئی تھی وہ گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔اور پہلے دن لاہور پہنچ کر جو تبدیلیاں اس نے محسوس کی تھیں،پھر اب دوبارہ یاد آئیں تو سمیرا سے پوچھا۔
~~~~~~~~~

"ارے تمہیں نہیں پتا؟ بادشاہت منتقل ہو گئی ہے۔ پورے شہر میں تو جشن بھی منایا گیا تھا.. بلکہ بادشاہ نے تو گھر گھر مٹھائیاں بھی بانٹی تھیں۔" نور بانو حیران ہوتے ہوئے آکر سمیرا کے قریب ہی اسٹول پر بیٹھ گئی۔

"بادشاہت منتقل ہو گئی؟ مگر کس کو؟"

"صبغت شاہ کے بھائی تھے نا؟ وہ سلیمان شاہ؟ کہتے ہیں ان کا بیٹا اب بادشاہ بن گیا ہے۔ بڑا طاقتور بھی ہے.. وہ زیادہ تر تو دہلی میں ہوتا ہے۔" سمیرا نے جو خبر اسے دی تھی اسے سمجھ نہ آیا اس پر وہ اکبر کے لیے خوش ہو جائے یا رخسار کے لیے اداس۔

"اور یہ سب کب ہوا ہے؟"

"اب مجھے تاریخ تو نہیں معلوم بس جو ہوا وہ بتا دیا۔ اب اٹھو یہاں سے.. اماں کے ساتھ کوئی کام ہی کروا دو۔" سمیرا نے اسے کندھے سے ہلایا تو وہ واپس ہوش میں آئی اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی مہر النساء خاتون کے کمرے میں آ گئی۔

~~~~~~~~~~

رات کا وقت تھا۔ موسم بدل رہا تھا... جیسے بارش سے پہلے چلنے والی ہوائیں اپنے ساتھ کوئی راز کی خبر لا رہی ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~~~~

ہلکا ہلکا جھونکا درختوں کے پتے ہلا رہا تھا، اور فضا میں مٹی کی مہک گھل کر دل کو ایک ان جانی سی تسلی دے رہی تھی۔ آسمان پر بہت سے بادل ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے تھے، اور اسی طرح بارش برسنے لگی۔

نور بانو نے مہر النساء خاتون کے کمرے کے دروازے سے صحن میں جھانکا تو اسے بے اختیار سفر کے دوران ہونے والی بارشیں یاد آ گئیں۔ وہ طوفانی بارشیں...اور ساتھ ہی اسے پھر سے جبران یاد آیا، وہ بے حد بے قرار سی ہو گئی۔

"کل میں محل جاؤں گی، وہ بھی شاید وہیں آیا ہو.. "اس نے سوچا۔

"مجھے معلوم نہ تھا.. جبران بن خلیل! کہ تم مجھے اس قدر یاد آؤ گے "وہ پھر سے سوچنے لگی۔

اگلی صبح وہ محل کے گیٹ پر کھڑی تھی اور پہرے دار اسے اندر جانے نہیں دے رہے تھے۔

"نئے قوانین کے مطابق کوئی بھی اس طرح سے محل نہیں آ سکتا، آپ کو شاہی اجازت نامہ ساتھ لانا ہو گا۔"

پہرے دار نے اس سے بولا۔

"میں محل کے شاہی کتب خانے کی سربراہ ہوں۔آپ مجھے کیسے روک سکتے ہیں؟"

نور بانو کے جواب پر دونوں پہرے داروں نے نظروں کا تبادلہ کیا۔

"اگر کچھ غلط ہوا تو نئے قوانین کے مطابق آپ کا سر قلم کر دیا جائے گا۔"

اس پہرے دار نے گیٹ کھول کر اس سے کہا۔

"استغفر اللہ اکبر۔یہ کیسے ظالمانہ قوانین بنائے ہیں آپ نے..ایسے ظالم لگتے تو نہیں تھے۔"

اُس نے اندر جاتے ہوئے خود سے کہا۔

محل کتنا بدل گیا تھا،اس نے محل کے اندر نئی تعمیر کردہ جگہیں دیکھیں۔

"دربارِ خاص اس طرف ہے؟"

وہ ایک برآمدے نما راہداری میں چلتے چلتے رک کر ایک پہرے دار سے پوچھنے لگی۔

حالانکہ یہ محل کا وہی گیٹ تھا جو شہر کے بیچ میں کھلتا تھا۔

"اگر آپ اس طرف جاتی ہیں.. تو آگے دریا آتا ہے، اگر اس طرف جاتی ہیں تو دربارِ خاص اور محل کا پچھلا حصہ آئے گا۔"

دریا سے مراد دریائے راوی تھا۔

"ٹھیک ہے، شکریہ آپ کا۔"

"اکبر نے محل کو دریائے راوی تک پھیلا دیا ہے؟ کیا کیا کر دیا ہے اکبر آپ نے؟"

اس نے راہداری میں دربارِ خاص کی طرف مڑتے ہوئے سوچا۔

وہ دربارِ خاص میں جانے کے بجائے شاہی کتب خانے آ گئی۔ وہاں اکبر کی جگہ پر اسے مضبوط جسامت والا شخص بیٹھا نظر آیا، جو اسے دیکھتے ہی فوراً آگے ہوا۔

"آپ کون؟"

"یہاں کی سربراہ.. تم کون ہو؟"

نور بانو اس کے سوال کے جواب میں بولی۔

"یہاں کا سربراہ۔"

اس کے جواب پر نور بانو نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"ہیں؟"

نور بانو نے حیرت چھپانے کی بھی کوشش نہ کی۔

"آپ غالباً نور بانو ہیں؟ آیئے میرے ساتھ، کوئی آپ کے انتظار میں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے مزید نور بانو کو حیران کرنے کے بجائے اسے ساتھ چلنے کا کہا۔ نور بانو خاموشی سے اس کے ساتھ چلنے لگی۔ وہ اسے ساتھ لیے اکبر کے پاس آگیا۔

اکبر اپنی بیٹھک میں تھا۔ بیٹھک کے اندر قدم رکھتے ہی ایک خاص قسم کی مہک نے نور بانو کا استقبال کیا، جسے نظر انداز کرنا ناممکن تھا۔ بیٹھک میں موجود فرنیچر اس کے لیے نیا تھا، وہ

جھولے نما تخت بھی اس کی توجہ اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔نور بانو نے ایک جائزہ لیتی نظر سارے میں پھیلائی۔

اکبر بیٹھک کے بیچ میں رکھے صوفے پہ بیٹھا تھا۔اس کے ساتھ ہی دائیں طرف رکھے صوفے پر ایک انگریز افسر بیٹھا تھا،انگریز افسر کے ساتھ مترجم تھا،جب کہ بائیں طرف رکھی کرسی پر پنڈت بیٹھا تھا جس نے سر پر نارنجی رنگ کا عمامہ باندھا تھا اور اس کے گلے میں بڑی بڑی اسٹونز والی چار مالائیں لٹک رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر نے اجمل کے پیچھے کھڑی نور بانو کو دیکھ کر اجمل کو کچھ دیر ٹھہرنے کا اشارہ کیا،تو اجمل نور بانو کو ساتھ لے کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پنڈت جی! ہم آپ کا بہت احترام کرتے ہیں۔آپ ان انگریز افسر کو ساتھ نہ بھی لاتے تو ہم آپ کی مان لیتے، مگر اب بات تھوڑی مختلف ہے۔گلی کے ایک کونے میں مسجد ہے تو گلی کے دوسرے کونے میں مندر کی تعمیر ہو گی۔عام عوام کا کہنا ہے کہ مسجد میں مندر کی گھنٹیوں کی آوازیں آئیں گی،جب کہ دوسری طرف اذان کی آواز مندر میں جا سکتی ہے۔میں نے اس

مسئلے کو بہت غور سے دیکھا ہے۔اب میں مسجد تو گرانے سے رہا، جبکہ مندر کی تعمیر ابھی نہیں ہوئی۔میں نے آپ کے مندر کے لیے بہت اچھی جگہ دیکھی ہے۔میرا مشیرِ خاص اجمل آپ کو وہاں لے جائے گا، آپ جگہ دیکھ لینا۔اگر آپ کو پسند آتی ہے تو آپ دیر کیے بغیر وہاں پر مندر کی تعمیر شروع کر سکتے ہیں۔"

اکبر نے بات ختم کر کے کافی فاصلے پر بیٹھی نور بانو کو دیکھا۔وہ سر جھکائے بیٹھی نہ جانے کیا سوچ رہی تھی۔

"بہت شکریہ سرکار۔مجھے یقین تھا کہ آپ میری بات ضرور سمجھیں گے... آپ نے ہندو دھرم کے لیے پہلے ہی بہت کچھ کیا ہے۔"

اجمل پنڈت جی کو لے کر وہاں سے نکل گیا، جب کہ وہ انگریز افسر اور مترجم اکٹھے وہاں سے نکل آئے۔

ان سب کے جانے کے بعد نور بانو نے سوالیہ نظروں سے اکبر کی جانب دیکھا۔

"یہاں آجاؤ۔"

اکبر نے اسے اس انگریز افسر کی جگہ پر بیٹھنے کا کہا تو وہ خاموشی سے وہاں آکر بیٹھ گئی۔

"کیسی ہو؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اکبر کے پوچھنے پر نور بانو نے شکر کیا کہ وہ اپنے پرانے لہجے میں آگیا ہے۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ بتائیں؟"

"میں تو بہت اچھا ہوں، کچھ منگواؤں تمہارے لیے؟"

"کبھی سوچا نہیں تھا کہ وقت کا بادشاہ میری خاطر تواضع کرے گا۔"

"وقت کا بادشاہ تو تمہیں ملکہ بھی بنانا چاہتا تھا۔ مگر خیر۔۔قدرت کو جو منظور۔۔"

وہ اس کے جواب پر جز بز سی ہوئی۔ اکبر نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹا کر اس کے لیے

چائے منگوالی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیسا رہا پھر سفر؟"

یہ ایسا سوال تھا کہ نور بانو کو سمجھ نہ آئی، اس سوال کا ایک ہی سطر میں کیا ہی جواب دے۔

"اچھا تھا، خوبصورت بھی اور..."

"اور؟"

"اور بھیانک بھی۔"

اس کے جواب پر اکبر مسکرایا۔

"کچھ سفر ایسے ہوتے ہیں اور مجھے امید ہے نور بانو کہ تم نے اس سفر سے کچھ نہ کچھ تو سیکھا ہی ہو گا۔"

"آپ نے صحیح سمجھا۔"

"اور محل دیکھا؟"

اکبر نے عام سے لہجے میں پوچھا۔

"محل؟ آپ نے تو پورا شہر ہی بدل ڈالا ہے۔ یہ کیا کیا ہے؟ اور رخسار؟ اس کا کیا؟"

وہ اب آرام سے بیٹھ چکی تھی۔

"رخسار؟ بڑی تبدیلیاں آگئی ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اکبر نے نور بانو کا رخسار کو شہزادی کے بجائے اس کے نام سے پکارنے پر حیرت سے پوچھا۔

"ہماری سفر کے دوران دوستی ہو گئی تھی۔"

"آہاں۔ پھر تو اس کے لیے تمہارے دل میں ہمدردیاں ہوں گی۔ ہمارا کیا؟"

"اکبر! آپ کی اپنی جگہ ہے... آپ کو جو چاہیے تھا آپ کو وہ مل گیا، مگر رخسار کے لیے اب مجھے دکھ ہو رہا ہے۔ اس کے پاس بچا ہی کیا ہے؟ آپ نے خود تو سب کچھ پا لیا۔ کہنے کو تو یہ آپ کا حق ہے مگر... ایسا لگتا ہے رخسار سے اس کا سب کچھ چھین گیا ہو۔"

"تم رخسار کی فکر مت کرو۔ وہ جیسی بھی ہے میری تایازاد ہے۔ میں اگر ہندوستان کا بادشاہ ہوں تو رخسار ہمیشہ شہزادی ہی رہے گی۔"

بیٹھک کا دروازہ کھلا اور ایک خادم سنہرے رنگ کی خوبصورت نقش و نگار والی ٹرے میں اس کے لیے چائے لایا۔ پھر اس نے چائے لا کر بیچ میں رکھے میز پر رکھ دی اور خود باہر چلا گیا۔

"یہ بتاؤ، وہ کیسا ہے؟"

اکبر نے خادم کے جانے کے بعد دوبارہ گفتگو کا آغاز کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"وہ کون؟"

نور بانو کو سمجھ نہ آئی۔

"جبران بن خلیل نام ہے نا؟"

اس کے نام پر نور بانو کے گال ایک دم سے لال ہونے لگے، جو اکبر سے چھپ نہ سکے۔

"اچھا ہے۔"

اور وہ دھیمی آواز میں بس اتنا ہی بولی۔

"اچھا ہے، یہ تو مجھے بھی معلوم ہے۔یوں ہی تو وہ ہر کسی کے دل پر حکمرانی نہیں کرنے لگ جاتا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر کے کہنے پر نور بانو نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہر کسی کے دل پر؟ مطلب اور کس کے دل پر حکمرانی کر رہا ہے وہ؟"

اس نے معصومیت سے استفسار کیا۔

"مطلب تم یہ تو مان گئی ہو کہ تمہارے دل پر حکمرانی کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ جبران بن خلیل ہے۔"

اکبر پیچھے ہو کر بیٹھ گیا اور صوفے کی اونچی پشت پر سر ٹکا دیا۔ نور بانو کے سوال کو اس نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا۔

"وہ بنا ہی دلوں پر حکمرانی کرنے کے لیے ہے۔"

نور بانو کہے بغیر رہ نہ سکی۔

"اتنی محبت کرتی ہو اس سے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ سر صوفے کی پشت پر ٹکائے، آنکھیں بند کیے اس سے پوچھ رہا تھا۔ جو بھی تھا، اسے نور بانو اچھی لگتی تھی، اور اس وقت نور بانو کے دل میں جبران کی محبت کی شدت محسوس کر کے اسے دکھ ہو رہا تھا۔۔ مگر یہ بھی طے تھا، محبت بہت ظالم ہوتی ہے جس کو نصیب ہو جائے اسے تو جیسے پوری دنیا مل جاتی ہے جبکہ یکطرفہ محبت والے پوری زندگی اس لاعلاج مرض سے نکل نہیں پاتے۔

"مجھے نہیں معلوم کہ یہ محبت ہے یا کیا ہے... مگر جن لمحات میں وہ قریب ہوتا ہے، میں دل سے دعا کرتی ہوں کہ وہ لمحے کبھی ختم نہ ہوں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو یہ محبت نہیں تو کیا ہے؟"

اکبر نے آنکھیں کھول کر لکڑی کی شہتیروں سے بنی چھت کو دیکھا۔

نور بانو اب خاموش رہی۔

اس کا دل کیا کہیں سے اچانک جبران آجائے، اس سے ملاقات ہی ہو جائے...

اب اس کے ذکر پر وہ بے تاب سی ہونے لگی تھی۔

"خیر... تمہارے لیے میرے پاس بہت اچھی خبر ہے، وہی خبر جس کو سننے کے لیے تم نے اتنی محنت کی۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اکبر نے واپس صحیح سے بیٹھتے ہوئے کہا۔

نور بانو نے اکبر کو سنا۔ وہ حیران ہوئی کہ ایسی کیا خبر ہے؟

"ایسی کیا خبر ہے؟"

اور پھر وہی سوال اس نے اکبر سے پوچھا۔

"میں نے تمہارے کتب خانے کے لیے ایک بہترین جگہ دیکھی ہے، جو فی الحال تو اتنی بڑی نہیں ہے لیکن شروعات کے لیے مناسب ہے۔"

نور بانو کو اپنے کانوں پر شک سا ہوا، جیسے سننے میں غلطی سی ہوئی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

وہ حیرت میں ڈوبے لہجے میں بولی۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔"

"آپ میرے لیے اتنا کچھ کیسے کر سکتے ہیں، اکبر؟"

"نور بانو، میرے لیے یہ بہت آسان ہے۔ پھر میں تمہیں کافی مہینے بہت لگن اور محنت سے کتب خانے میں کام کرتے ہوئے دیکھ چکا ہوں، تو تمہارے جیسی محنتی لڑکی اس کی تو حقدار ہے کہ اس کا خواب پورا کرنے میں تھوڑی سی مدد کرلی جائے۔"

وہ خوش اسلوبی سے بولا۔

"میرے لیے یہ بہت کچھ ہے اکبر، آپ کا بہت شکریہ۔"

"اب شکریہ کہہ کر شرمندہ نہ کرو، دو دن بعد تم آجانا۔ پھر سب کچھ طے کرلیں گے ان شاء اللہ۔"

نور بانو کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ خوشی کے مارے اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے، اور وہ خوش کیسے نہ ہوتی۔ اس کا خواب پورا ہونے والا تھا... وہ بھی بغیر کسی رکاوٹ کے۔

"چائے پی لو نور بانو، ٹھنڈی ہو رہی ہے۔"

اکبر کے کہنے پر اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا چائے کا کپ اٹھا لیا۔

~~~~~~~~

دو دن بعد!

اکبر نے اسے دو دن کے بعد بلایا تھا۔ نور بانو کو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ دو دن کیسے گزریں گے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے خواب دیکھا، وہ ہر وقت اپنے اس خواب کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔ اور اس نے ہمیشہ اپنے خوابوں میں، اپنی سوچوں میں کتب خانہ بنتے دیکھا تھا... بغیر کسی رکاوٹ کے، جیسے ہر چیز خود بخود ہو رہی ہو۔
~~~~~~~~

اس روز وہ گھر پہ ہی تھی۔ یہ اس کے محل جانے کے اگلے روز کی بات ہے جب وہ مراد کے ساتھ صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھ کر مٹی کے وہ پیالے سجا رہی تھی جن میں بعد میں دیے لگائے جانے تھے۔ دروازہ بجا تو مراد دروازہ کھولنے گیا۔ دروازہ کھلنے پر عمر اندر آیا۔ نور بانو سامنے ہی چارپائی پر بیٹھی تھی، اس نے عمر کو گھر کے اندر آتے دیکھ لیا تھا۔ عمر نے بھی اسے دیکھا، مراد سے سلام کر کے وہ آگے بڑھا۔ نور بانو سجاوٹ کا کام بیچ میں چھوڑ کر چارپائی سے اٹھ گئی۔

"تو آپ واپس آگئی ہیں، کسی نے ہمیں اطلاع دینی بھی ضروری نہیں سمجھی۔"

عمر نے اس کے قریب آتے ہی کہا۔

"جب سے آئی ہوں، سمیرا باجی کی شادی کے کاموں میں سب اتنے مصروف ہیں کہ اطلاع دینا یاد ہی نہیں رہا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اب تم بہانے نہ بناؤ، اگر تم چاہتی تو مراد کو ہی حویلی بھیج دیتی... خیر، کیسی ہو؟"

وہ دونوں ابھی تک وہیں کھڑے تھے۔ مراد دروازہ واپس بند کر کے ان دونوں تک آگیا۔

"میں ٹھیک ہوں، تم بتاؤ؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں، بلکہ اب تو بالکل ہی ٹھیک ہوں۔ مجھے کتنی فکر تھی تمہاری... طرح طرح کے وہم ہوتے تھے مجھے، اب شکر ہے کہ واپس خیریت سے آگئی ہو۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

عمر نے تفصیلاً بتایا تو اس نے بغور اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے جانچنا شروع کیا کہ سچ بول رہا ہے یا نہیں۔

"یہ عمر اُس عمر سے کتنا مختلف ہے جیسے رخسار بتا رہی تھی۔"

اس نے دکھ سے سوچا۔

"آؤ اندر چلتے ہیں، میں یہ کچھ دعوت نامے دینے آیا تھا۔ اسد بھائی کہہ رہے تھے کہ اگر کچھ مہمانوں کو اطلاع دینی باقی ہے تو وہ تم لوگ بھجوا دو یا پھر مجھے دے دو، میں دے آؤں گا۔"

اس نے اپنے ہاتھ میں موجود دعوت ناموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس سے کہا۔

"تم ایسا کرو، اماں اپنے کمرے میں ہی بیٹھی ہیں، انہیں دے آؤ۔"

"تم نہیں آؤ گی؟"

"میں یہ کچھ کام کر رہی ہوں۔ بہت کام باقی ہیں ابھی، تم چلے جاؤ نا؟"

اس نے مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ عمر سے کہا۔

وہ اندر چلا گیا تو وہ دوبارہ سے مٹی کے وہ پیالے سجانے لگی۔ذہن میں اب عمر چل رہا تھا۔

کچھ دیر بعد عمر وہاں سے واپس نکلا،اس سے خدا حافظ کیا اور چہرے پہ ایک معنی خیز مسکراہٹ سجائے وہاں سے نکل آیا۔

نور بانو نے اس کی مسکراہٹ پہ غور کیا اور پھر نظر انداز کر کے پھر سے اکبر کے متعلق سوچنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے سوچا تھا کہ گھر والوں کو وہ سب کچھ طے ہونے کے بعد بتائے گی۔

~~~~~~~~~~~

عصر کی اذان لاہور کی گلیوں میں پھیلی تو یوں محسوس ہوا جیسے ہر طرف خاموشی چھا گئی ہو۔
اگر اس وقت نور بانو کے گھر میں جھانکو تو وہاں پر سمیرا کی شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔
سمیرا پیلا جوڑا پہنے مایوں بیٹھی چکی تھی،نور بانو ہمسائے کی لڑکی نگینہ کے ساتھ مل کر بیٹھنے
~~~~~~~~~~~

والے کمرے کو سیٹ کروا رہی تھی۔ پورے کمرے میں پیلی ریشم کی لمبی لمبی چادریں بچھانے کے بعد ان دونوں نے مراد کے ساتھ مل کر پورے کمرے کو گیندے کے پھولوں سے سجا دیا تھا۔ کمرے میں ایک طرف زمین پر بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا تو دوسری طرف کرسیاں اور کمرے کے عین بیچ میں سامنے والی دیوار کے ساتھ صوفہ رکھا تھا جس پر سمیرا نے بیٹھنا تھا۔

آج سمیرا کی سہیلیوں اور محلے میں ان لوگوں کے جاننے والوں نے آنا تھا۔

"نگینہ آکر یہ دیے دیکھو، یہ یہیں پر اچھے لگیں گے یا کہیں اور رکھوں؟" نور بانو بیٹھی دیے رکھ رہی تھی جب اس نے نگینہ کو بلایا۔

"یہیں رکھ دو اچھے لگ رہے ہیں"

"اچھا.. اور سنو، اور کیا رہتا ہے، سب آتے ہی ہوں گے، تم یہ سب دیکھو میں اماں کو دیکھنے جا رہی ہوں۔" وہ نگینہ کو ہدایت دیتی وہاں سے نکلنے ہی والی تھی جب مراد کو دیکھ کر رک گئی۔

"مراد سنو، یہ سکے لو اور یہ برابر والی دکان سے تھوڑی موم بتیاں اور ایک بڑا چراغ خرید کر لے آؤ۔"

"کیا ہو گیا ہے اتنی موم بتیاں کل ہی تو لایا ہوں میں، اور اس کمرے کے اپنے دو چراغ موجود تو ہیں۔" مراد کو دکان پر جانا سخت برا لگتا تھا اس لیے منہ بناتے ہوئے بولا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو موم بتیاں تم لائے ہو وہ صحن میں لگانی ہیں اور وہ چراغ.. ان چراغوں کی تو کوئی روشنی ہی نہیں ہے.. اس لیے جا کر بڑا چراغ لے کر آؤ۔" اسے زبردستی بھیج کر وہ مہرالنساء خاتون کے پاس آ گئی جو پچھلی طرف بنے باورچی خانے میں ہانڈی دیکھ رہی تھیں۔

"اماں، کتنا کام رہ گیا ہے آپ کا؟ ابھی برتن بھی نکالنے ہیں؟"

وہ آتے ساتھ ہی ان سے بولی۔

"برتن تو صبح ہی مسز کیتھرین نے بھیج دیے تھے، تم جا کر دیکھو تو اتنے پیارے برتن بھیجے ہیں انہوں نے، انہوں نے کہا تھا ان کے بھائی نے یہ برتن خاص طور پر ان کے لیے انگلستان سے بھیجے ہیں۔" مہرالنساء خاتون نے ہانڈی میں چمچ ہلاتے ہوئے اس سے کہا۔

"اچھا؟ پھر تو مسئلہ ہی ختم۔"

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔

"اچھا تم آؤ ذرا کمرے میں۔"

مہرالنساء خاتون اسے ساتھ لے کر کمرے میں آ گئیں۔

Clubb of Quality Content

"یہ دعوت نامے پکڑو، تم نے بھی تو شادی میں اپنی سہیلیوں کو بلانا ہو گا۔ کل وقت پر اپنی سب سہیلیوں کو یہ دعوت نامے دے آنا، یہ ولیمے کے دن کے ہیں، سب کو حویلی کا پتہ زبانی بھی سمجھا دینا۔"

سمیرا کی بارات پر بہت ہی کم اور خاص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا کیونکہ ان لوگوں کا گھر چھوٹا تھا، جبکہ اس کا ولیمہ چونکہ حویلی میں ہونا تھا اور اب جب عمر ڈھیروں دعوت نامے لے آیا تھا تو مہرالنساء خاتون اپنی طرف کے مہمانوں کو مدعو کرنے لگیں تھیں۔

اس نے چار پانچ دعوت نامے مہرالنساء خاتون سے تھام تو لیے مگر اسے سمجھ نہ آیا کہ اس کی ایسی کون سی سہیلی ہے جس کو وہ شادی پر بلائے، بلکہ اس کی تو کوئی سہیلی ہی نہیں ہے۔ یہ سوچ کر ہی اسے کچھ چہرے ذہن میں آئے.. ایک مریم جس سے اس کی محل میں دوستی ہوئی تھی لیکن نہ اُسے اُس کے گھر کا پتہ معلوم تھا اور نہ ہی اس دن محل میں اُسے وہ نظر آئی تھی۔۔ کچھ دیر اور گزری تو اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ یہ دعوت نامے کس کو دے گی۔

"چلو جلدی کرو، اب یہیں پر کھڑی سوچتی رہو گی یا کام بھی کرو گی؟ دیکھو ذرا گاؤں والے مہمانوں نے بھی تو آج آنا تھا، نہ جانے ان سب کو اتنی دیر کیوں ہو گئی۔" مہرالنساء خاتون

اسے کہہ کر واپس کمرے سے نکل کر باورچی خانے کی طرف چلی گئیں، جبکہ وہ یہ سوچ کر ہی خوش ہوتی رہی کہ وہ جبران سے ملنے والی ہے۔۔

~~~~~~~~~~

رات کو سمیرا کی مایوں ہو چکی تھی۔ ہر چیز بہت اچھے سے ہو گئی تھی۔اور آج ڈھولک تھی۔ گاؤں سے مہمان بھی آچکے تھے۔ناشتے کے بعد سے پھر سے گھر میں ہلچل شروع ہو گئی تھی، اس نے سوچا ابھی ہی گھر سے نکل جائے ورنہ پھر ڈھولک کی تیاری میں وقت کا پتہ ہی نہیں چلے گا۔جانے سے پہلے اس نے سمیرا کے کمرے میں جھانکا تو سمیرا اکیلی ہی اپنے پلنگ پر بیٹھی تھی،اسی رات والے پیلے جوڑے میں۔

"سمیرا باجی ؟" وہ جو خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی اس نے چونک کر دروازے پر کھڑی نور بانو کو دیکھا۔

"جی نور بانو،اندر آؤ ؟"

"سمیرا باجی میں ذرا باہر جا رہی ہوں، جلد ہی واپس آجاؤں گی۔آپ کو بازار سے تو کچھ نہیں چاہیے ؟میں واپسی پر ساتھ ہی لے آؤں گی ؟"
~~~~~~~~~~

"نہیں، مجھے تو کچھ نہیں چاہیے، ساری چیزیں تو پوری ہو گئی ہیں۔" سمیرا نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"اور کسی کے لیے کوئی پیغام وغیرہ؟ میں نے حویلی کے پاس سے ہی گزرنا ہے؟" اب کی بار نور بانو نے شرارت سے کہا۔

"کوئی نہیں.. جاؤ تم۔" سمیرا نے شرماتے ہوئے کہا تو نور بانو سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گئی۔ صحن میں آکر مہر النساء خاتون کے کمرے سے آوازیں سنیں تو وہیں چلی گئی۔ وہاں گاؤں سے پھپھو اور کچھ اور رشتہ دار جو آئے تھے وہ سب وہاں موجود تھے۔

"اماں میں اپنی سہیلیوں کو یہ دعوت نامے دینے جا رہی ہوں، آپ کو بازار سے تو کچھ نہیں چاہیے؟"

"نہیں بانو تم جلدی جاؤ تا کہ واپس بھی جلدی آ جاؤ۔" وہ جو سب کو سمیرا کا جوڑا دکھا رہی تھیں اس سے کہنے لگیں۔

"ٹھیک ہے اماں، جلدی آ جاؤں گی۔ خدا حافظ۔" وہ کہہ کر کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مہر النساء بھابی، نور بانو کا سنا تھا شہزادی کے ساتھ دورے پر گئی تھی؟" وہ جیسے ہی کمرے سے نکلی اسے پھپو کی آواز آئی۔ وہ وہیں ٹھہر گئی۔

"ہاں ماشاءاللہ، بڑی کامیابیاں دی ہیں اللہ نے اسے۔" مہر النساء خاتون نے پھپو کو جواب دیا۔ ان کا جواب سن کر نور بانو مُسکرا دی۔

"اب سمیرا کی شادی کے بعد اس کا بھی کچھ سوچیں۔" یہ پھپو کی بڑی بیٹی جویریہ تھی۔

"سوچا ہے، عمر تو کب سے بیچارہ اس کے انتظار میں بیٹھا ہے، بس دیکھو اللہ جلد ہی مجھے وہ دن دکھائے۔" اور مہر النساء خاتون کے اس جواب پر نور بانو کو ڈھیر غصہ آیا۔

"بیچارہ انتظار ہی کرتا رہے گا ساری عمر۔"

"اماں بھی عجیب ہیں اگر کچھ ایسا ہونا بھی ہو تو بھی پہلے سے سب کو کیوں بتا رہی ہیں؟" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے ہوئے نور بانو صحن سے گزرتی ہوئی گھر کا دروازہ پار کر گئی۔

~~~~~~~~~~

گھر سے نکلنے کے فوراً بعد وہ محل آگئی تھی۔ محل جاتے ہی اسے محل کے باغ میں آمنہ کنیز نظر آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~~~~

"آمنہ کنیز!" اس نے دور سے اسے بلایا۔ آس پاس کے لوگوں نے اسے دیکھا اور پھر دوبارہ اپنے کام میں مگن ہو گئے۔ آمنہ کنیز اس کی آواز پر چلتے چلتے رک گئی اور اسے دیکھ کر خوش ہو گئی۔

"نور بانو بی بی، کیسی ہیں آپ؟" نور بانو کو ایک لمحے کے لیے لگا جیسے سفینے میں موجود سب ہی افراد سے اب اس کا کوئی گہرا رشتہ ہو۔

"میں خیریت سے ہوں، آپ کیسی ہیں؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں۔ کوئی کام تھا آپ کو؟" آمنہ کنیز نے اس کا سر تا پیر جائزہ لیا اور اس کے ہاتھوں پر لگی مہندی پر نظر پڑی۔ آج نور بانو نے بنفشی رنگ کا سادہ ریشمی جوڑا پہن رکھا تھا۔ اس جوڑے کے ساتھ اس نے ہم رنگ شیفون کا دوپٹہ شانوں پر پھیلا رکھا تھا اور کانوں میں چھوٹے چھوٹے جامنی رنگ کے جھمکے پہنے اور لمبے بالوں کی ڈھیلی ڈھالی چوٹیاں باندھے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"جی، اصل میں میری بہن کی شادی ہے تو میں نے رخسار کو دعوت نامہ دینا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"آپ مجھے دے دیں، میں پہنچا دوں گی۔" اسے سمجھ آ گیا کہ شاید رخسار آج کل کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔ اس نے یہی مناسب سمجھا تو آمنہ کو ایک دعوت نامہ پکڑا دیا۔ اب اس کے پاس تین دعوت نامے رہ گئے تھے۔

"آج لگتا ہے کشتی کے ساتھیوں سے ملاقات کا دن ہے، بہت اچھا لگا آپ سے مل کر۔"

آمنہ کے کہنے پر وہ مسکرائی۔

"اور کس سے ملاقات ہوئی ہے تمہاری؟"

"مالک سے۔" آمنہ سمیت باقی ساری کنیزیں جبران کو مالک کہہ کر پکارتی تھیں، نور بانو کو خوشگوار سی حیرت ہوئی۔

"اچھا؟ جبران آیا تھا کیا؟" اس نے سوال پوچھا۔

"جی ابھی بھی یہیں موجود ہیں، میں نے انہیں شاہی کتب خانے سے نکلتے دیکھا تھا، وہ تمہارا پوچھ بھی رہے تھے مجھ سے۔"

"اچھا؟ اب وہ کہاں ہیں؟"

"مجھے علم نہیں، شاید بیٹھک کی طرف ہوں۔"

آمنہ سے ملنا اچھا ہو گیا۔ کم سے کم اسے جبران سے متعلق اتنی معلومات تو مل گئی تھی۔

Clubb of Quality Content

~~~~~~~~~~~

سورج کی سنہری کرنیں محل کی بلند و بالا میناروں پر پڑ رہی تھیں۔ محل میں وہی معمول کارش دیکھنے کو مل رہا تھا۔ راہداریوں میں عود اور عنبر کی ملی جلی خوشبو کا احساس تھا اور ایسے میں وہ مدھم ساز اور گھنگروؤں کی آواز ماحول میں ایک سحر سا پیدا کر رہے تھے۔ نور بانو اس وقت محل کی اس راہداری سے گزر رہی تھی جس کے ایک سرے پر دربارِ خاص تھا جبکہ بیچ میں دو وسیع ہال تھے اور راہداری کا دوسرا سرا ایک اور راہداری سے مل رہا تھا۔ ان دونوں ہالوں سے گزرتے ہوئے نور بانو کو ہال سے گھنگرو اور موسیقی کی آواز آئی۔

"آج سے پہلے تو میں نے محل میں نہ یہ سب دیکھا تھا نہ ہی سنا تھا، تو اب یہ بدلاؤ کیسا؟" اس نے حیرت سے سوچا۔

"اندر کیا ہو رہا ہے؟" اس نے دروازے پر کھڑے پہریدار سے پوچھا۔

"کنیزیں محفل کے لیے رقص کی تیاری کر رہی ہیں۔" پہریدار نے جواب دیا تو اسے وقت کا احساس ہوا کہ اماں نے کہا تھا گھر جلدی آنا کیونکہ شام کو سمیرا کی ڈھولک تھی۔

وہ آگے چل دی۔ اس نے سوچا پہلے اکبر کو اپنا دعوت نامہ دے آئے تو وہ بیٹھک کی طرف گئی۔ جیسے ہی وہ بیٹھک کے اندر آئی وہاں پر جبران کو بیٹھا دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں بے
~~~~~~~~~~~

ترتیب ہو گئیں۔ آہٹ پر جبران اور اکبر نے سامنے دیکھا۔ شاید جبران کو توقع نہ تھی کہ اسے وہ مل جائے گی، کیونکہ جب وہ اس کا کتب خانے میں پوچھنے گیا تھا تو وہاں سے اُسے یہ اطلاع ملی تھی کہ شاہی کتب خانے کی سربراہ اب نور بانو نہیں ہے۔ نور بانو نے ایک پل کے لیے جبران کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے تھے جو پل بھر میں غائب بھی ہو گئے تھے۔

"آؤ نور بانو، وہاں کیوں کھڑی ہو؟" اب کی بار اکبر نے اسے اندر آنے کا کہا۔

وہ آکر اکبر کے دائیں طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گئی، یوں وہ جبران کے بالکل سامنے بیٹھی تھی۔ بیچ میں اکبر بیٹھا تھا۔

"میں یہ دعوت نامے دینے آئی تھی۔" نور بانو نے جیسے گفتگو کا آغاز کیا، وہ خود پر جبران کی نظریں محسوس کر رہی تھی، اس کے گال لال ہونے لگے تھے۔ اکبر کو اپنا آپ ان دونوں کے بیچ غیر موزوں محسوس ہوا۔

"کیسے دعوت نامے؟" جبران نے اس کے مہندی لگے ہاتھوں میں موجود دعوت ناموں کی جانب دیکھا۔ سبز اور سرخ رنگ کا امتزاج اور دعوت ناموں کے کناروں پر سونے کے دھاگے کے نقش و نگار... ایک لمحے کے لیے اسے لگا کہیں نور بانو شادی تو نہیں کر رہی؟ لیکن نور بانو کے جواب نے اس کے خیال کی تردید کر دی۔

"میری بڑی بہن کی شادی ہے، آپ آئیں گے تو مجھے اچھا لگے گا۔" اس نے ایک دعوت نامہ اکبر کی طرف بڑھایا۔

"ضرور! کیوں نہیں... " اکبر دعوت نامے پر فارسی سے لکھے الفاظ پڑھنے لگا، جہاں اس پر ولیمے کا پتہ درج تھا۔ وہ حیران ہوا مگر جبران کے سامنے اس نے کچھ نہ کہا۔

"عمر کی حویلی؟ نور بانو اس کو کیسے جانتی ہے؟" اس نے سوچا۔ اس کے ماتھے پر واضح شکنیں ابھر آئیں۔

"یہ دو دعوت نامے آپ اور آپ کے دوست یوسف کے لیے ہیں۔" وہ پھر سے تم سے آپ پر آگئی تھی۔ جبران کو اس کا بار بار کبھی آپ کہنا اور کبھی تم کہنا اچھا لگا۔

"چلو محترم جبران صاحب، اب تو آپ کو ان کی بہن کی شادی تک واپسی کا ارادہ ملتوی کرنا پڑے گا۔" اکبر نے اب سنبھل کر جبران سے کہا تو نور بانو کی آنکھوں میں حیرت در آئی۔

"کیا تم واپس جا رہے تھے؟" نور بانو نے اگلے جملے میں ہی اسے تم کہا تو جبران نے اپنی ہنسی دبا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ دونوں باتیں کریں، میں دربارِ خاص جا رہا ہوں، ایک مہمان انتظار میں بیٹھا ہے۔" اکبر نے معذرت کی اور وہاں سے اٹھ گیا۔

"آؤ باہر باغ میں ہی چلتے ہیں۔" جبران نے اسے باغ میں چلنے کا کہا تو وہ خاموشی سے اس کے ساتھ اٹھ گئی۔

"ہاں تو اب بتائیں آپ؟ آپ کیسے واپس جا سکتے تھے؟" نور بانو نے بیٹھک سے نکلنے کے بعد راہداریوں میں گھومتے ہوئے باغ میں آ کر کہا۔

"میں ایک تاجر ہوں نور... اور ہم تاجر کہیں بھی زیادہ دیر ٹھہرتے نہیں ہیں۔ سمندر ہمیں واپس بلا لیتا ہے۔"

جبران کا لہجہ دھیمہ تھا۔ اس کی واپسی کا سن کر نور بانو کا دل بے چین ہو گیا۔

"وہ تو شکر ہے میں نے تمہیں دیکھ لیا ورنہ تم تو ایسے ہی جانے والے تھے، ہے نا؟" وہ تم سے آپ، اور آپ سے تم پہ آتی رہی، نہ جانے کیوں جبران کو آج اس کا ہر انداز اچھا لگ رہا تھا۔

"میں یہاں تمہیں دیکھنے ہی آیا تھا اور کچھ امانت تھی جو اکبر کو دینی تھی۔ میں نے تو یہی سوچا تھا کہ تم ملو گی۔ یہاں پتا چلا کہ تم اب شاہی کتب خانے کی سربراہ نہیں ہو۔"

"کیسی امانت؟"

"وہی پرانے راز... جن کا اکبر تک پہنچنا ضروری تھا۔ بچپن سے لے کر اب تک میرے اوپر بوجھ تھا، مجھے لگتا ہے آج میں نے خود کو اس بوجھ سے آزاد کر لیا ہے۔"

نور بانو کو اب رخسار کے لیے مزید دکھ ہوا۔ مگر جو بھی تھا وہ ان کی اپنی ماں کا کیا کرایا تھا، اس میں رخسار کا کیا قصور تھا؟ اس نے سوچا۔

"اچھا...اچھا کیا تم نے۔"

"اور تم کیوں اتنی اداس ہو رہی ہو؟" جبران نے اس کے چہرے پر چھائی اداسی محسوس کی۔

"بس ویسے ہی۔"

"تمہاری بہن کی شادی ہو رہی ہے اس لیے؟" وہ دونوں اب باغ میں ہی چلتے چلتے محل کے پچھلے حصے کی طرف آ گئے، جہاں کوئی انسان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ وہ دونوں آ کر وہاں سنگِ مرمر کی خوبصورت اور وسیع سیڑھیوں پر یوں بیٹھ گئے کہ نور بانو ایک سیڑھی اوپر بیٹھی اور جبران ایک سیڑھی نیچے۔

"نہیں، یہ تو طے تھا... بچپن سے ہی۔"

"تو پھر کیوں اداس ہو؟"

"میں... تمہارے یوں جانے سے میں اداس نہ ہوں تو کیا کروں؟" اس نے آخرکار کہہ دیا۔ خود پر اور ضبط نہ کر سکی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"میری نور! تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مجھ سے تمہاری اداسی برداشت نہیں ہوتی..."

جبران نے اس کے نازک ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، نور بانو کی نظریں خود بخود جھک گئیں۔ وہ اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے ہٹانا چاہتی تھی، مگر چاہ کر بھی نہیں کر پائی۔

"میری اداسی برداشت نہیں ہوتی مگر مجھے اداس تو کر رہے ہو..."

"میری مجبوری ہے، ورنہ میں تو چاہتا ہوں کہ میں ہمیشہ تمہارے آس پاس رہوں۔"

"دیر ہو رہی ہے، اب میں چلتی ہوں..."

نور بانو اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک دم ہی... نہ جانے اسے کیا ہوا۔

"میں آؤں گا تمہاری بہن کی شادی میں۔"

"میں تمہارا انتظار کروں گی... میں تمہیں کسی سے ملوانا چاہتی ہوں۔"

"خدا حافظ نور۔"

"خدا حافظ..."

~~~~~~~~~~~

ناول کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~~~~~

شام ہوتے ہی گھر کا سماں ایک دم بدل گیا۔ صحن میں چاروں طرف گیندے کے پھولوں کی لڑیاں لٹک رہی تھیں۔ صحن کے بیچوں بیچ رنگ برنگی چاندریں بچھا کر ساتھ چھوٹے چھوٹے تکیے رکھ دیے گئے تھے۔ درمیان میں نگینہ ڈھولک بجاتے ہوئے گیت گا رہی تھی، جبکہ جویریہ سمیت باقی ساری لڑکیاں نگینہ کے گرد دائرے کی صورت میں بیٹھی تالیاں بجا رہی تھیں۔

سمیرا اپنے کمرے میں تھی جب نور بانو اسے لینے آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"چلیں سمیرا باجی، اب آپ کو نیچے لے کر جانے کا وقت آگیا ہے۔" وہ کمرے میں آتے ساتھ ہی بولی۔ سمیرا کھڑکی کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"آج تم لے جاؤ مجھے، ایک دن میں تمہیں دلہن بنا کر ایسے ہی لے جاؤں گی۔" سمیرا نہ جانے کس جذبے کے تحت بولی تھی۔

"اب آپ چاہتی ہیں کہ آپ کی جگہ میں شرمانا شروع ہو جاؤں ؟"نور بانو نے مصنوعی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کب ملوا رہی ہو جبران سے ؟"سمیرا کے اچانک سوال نور بانو حیران ہوئی۔

"بہت جلد۔آپ کے ولیمے پر بلایا تو ہے میں نے، مگر مجھے لگتا ہے تب ملوانا ممکن نہیں ہو گا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نور بانو نے ساتھ ساتھ سمیرا کے سر پر وہ پیلا کِرن لگا دوپٹہ درست کیا۔

"تم نے اسے ولیمے پر بلا لیا؟ کوئی پوچھے گا تو کیا کہو گی کہ کون ہے ؟"سمیرا نے بات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس سے سوال کیا۔

"کوئی پوچھے یا نہ پوچھے، مجھے اس سے کیا؟ ویسے بھی اکبر کو بھی بلایا ہے، تو کہہ دیں گے کہ اکبر کے ساتھیوں میں سے ہے۔" اس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"چلو تم سنبھال لینا، مجھے خاندان والوں کی باتوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔" سمیرا کے لہجے سے خوف کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔

نور بانو اب بیٹھ کر سمیرا کے ہاتھوں میں کانچ کی چوڑیاں پہنا رہی تھی۔

"ایک تو سمیرا باجی، آپ نے آدھی زندگی اسی ڈر اور خوف میں گزار دی ہے۔ لوگوں سے ڈرنا چھوڑ دیں۔ آخر کب تک ہم لوگوں کے بارے میں سوچتے رہیں گے؟" اسے ہمیشہ کی طرح اپنی بڑی بہن پر غصہ آیا۔ مگر بولی وہ نرم لہجے میں تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا خیر، تم یہ چھوڑو، میری شادی کے بعد تم مجھے جبران سے ملوانا،اس کے بعد میں اماں سے بات کروں گی۔" اب سمیرا اٹھ کھڑی ہوئی۔ نور بانو نے اسے ایک بازو سے تھاما تاکہ اسے نیچے لے جائے۔

"جیسے آپ کو ٹھیک لگے، میں تو بڑوں کے فیصلوں پر راضی ہوں۔" وہ بناوٹی لہجے میں بولی تو سمیرا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں، صرف ان فیصلوں پر راضی ہو جو تمہاری خواہش کے مطابق ہوں۔" اس نے بھی جواباً ہنس کر کہا۔

"چلیں اب ہنسیں نہیں، ورنہ خاندان والے کیا کہیں گے؟" نور بانو نے اسے تنگ کرنے کی خاطر اس کی بات اسی کو لوٹائی۔

اور پھر وہ سمیرا کو لے کر نیچے آ گئی۔ سب لڑکیاں اسی طرح نگینہ کے ارد گرد جمع تھیں۔

~~~~~~~~~

اگلی صبح سمیرا بہت خوش تھی۔وہ کھل اٹھی تھی۔اس کے معصوم چہرے پر آیا نکھار کسی سے چھپ نہیں پا رہا تھا۔نور بانو کل بے حد تھک گئی تھی،پہلے ڈھولک کی تیاری اور پھر سارے مہمانوں کے جانے کے بعد پورے گھر کی صفائی اس نے اور اس کے کزنز نے مل کر کی تھی۔

آج رات کو مہندی تھی۔

اسے آج اکبر نے بلایا تھا،وہ محل گئی۔اکبر اپنے کاموں میں مصروف تھا۔وہ آج کل شاہی اقتدار کو لاہور سے دہلی منتقل کرنے میں مصروف تھا... لیکن اس نے نور بانو کے لیے پھر بھی وقت نکالا۔نور بانو کے ساتھ وہ صرف اکبر تھا،وہ تب بادشاہ نہیں تھا۔

وہ دونوں باغیچے میں کتب خانے کے لیے جگہ دیکھنے گئے تھے۔نور بانو کو جگہ بہت پسند آئی۔

اکبر نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اس کی تعمیر وہ خود ہی جلد از جلد شروع کروا دے گا۔

وہاں سے واپس آکر وہ کبھی جبران کے متعلق سوچتی رہی تو کبھی کتب خانے کے متعلق۔

آج اس کی ملاقات مسز کیتھرین سے بھی ہوئی۔مسز کیتھرین کو وہ پہلے سے مختلف محسوس ہوئی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content
~~~~~~~~~

"نور بانو، تم اس سفر سے بہت بدل گئی ہو۔" مہندی کی تقریب کے دوران جب وہ تھوڑی دیر کے لیے مسز کیتھرین کے ساتھ آکر بیٹھی تو مسز کیتھرین نے اس سے کہا تھا۔

"ایسا آپ کو لگ رہا ہو گا، میں تو ویسی ہی ہوں۔" اس نے معصومیت بھرا جواب دیا۔

"مجھے تم کھوئی کھوئی سی لگتی ہو... وہ نور بانو تو کہیں نظر ہی نہیں آرہی جو ہمیشہ بڑی بڑی باتیں کرتی تھی، جس کے بڑے بڑے خواب ہوا کرتے تھے۔" مسز کیتھرین نے بغور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم آپ کو مجھ میں کیا بدلاؤ نظر آیا ہے... مگر ایک بات آپ کی ٹھیک ہے، ہو سکتا ہے مجھے واقعی سفر نے بدل دیا ہو... کچھ سفر واقعی انسان کو بدل دیتے ہیں۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولی تو مسز کیتھرین اس کے لیے فکر مند سی ہو گئیں۔

"کیا بات ہے نور بانو، کوئی بات پریشان کر رہی ہے تمہیں؟"

"بالکل بھی نہیں... ایسا تو کچھ نہیں ہے۔ ہاں بہت جلد آپ کو ایک خوشخبری دوں گی، آپ سنیں گی تو حیران رہ جائیں گی۔"

اس نے بات بدلنے کی غرض سے کہا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے، لیکن انتظار کیوں کروا رہی ہو؟" مسز کیتھرین نے بھی خوش ہو کر پوچھا۔

"تھوڑے دن بس... جیسے ہی سمیرا باجی کی شادی ہو گی پھر میں سب سے پہلے آپ کو ہی بتاؤں گی۔"

"بانو ادھر آؤ!"

اس سے پہلے کہ وہ مسز کیتھرین کا جواب سنتی، مہر النساء خاتون نے اسے آواز دی تھی۔ وہ معذرت کرتے ہوئے ان سے اٹھ آئی۔

~~~~~~~~~~

عصر کا وقت ہو رہا تھا اور پورے گھر میں بھاگم دوڑ اور شور شرابا ہو رہا تھا۔ آج سمیرا کی بارات تھی۔ وہ سرخ کامدار غرارے میں تھی جو اس پر بہت جچ رہا تھا۔ نور بانو نے بھی آج بھورے رنگ کا غرارہ پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں کو اس نے خلافِ توقع کاجل سے بھر دیا تھا اور گلاب کے رس کو گالوں اور ہونٹوں پر لگا کر وہ آج خوبصورت لگ رہی تھی۔ لمبے بالوں کو اس نے چوٹیاں کی شکل میں سنہرے رنگ کے پراندے میں باندھا ہوا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb
~~~~~~~~~~

وہ کبھی یہاں بھاگتی تو کبھی وہاں۔ کچھ مہمان جلدی آ گئے تھے تو کچھ آنے والے تھے، مسز کیتھرین بھی آ چکی تھیں۔ گھر کا دروازہ تو اب بند ہی نہیں کیا تھا۔ مراد صحن کے کاموں میں مصروف تھا۔ آج گھر کو چنبیلی کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف چنبیلی کی خوشبو نے ماحول کو کافی خوشگوار کر رکھا تھا۔

وہ مہر النساء خاتون کے کمرے سے باہر نکلی تھی جب اس نے دروازے سے اسد اور عمر کو آگے پیچھے اندر داخل ہوتے دیکھا۔ اسے حیرت ہوئی کیونکہ بارات میں ابھی وقت تھا اور اسد کا داخلہ تو ویسے ہی گھر میں ممنوع تھا۔ تو ایسے میں نور بانو سمیت سب کو بارات سے کچھ دیر پہلے ان دونوں کا آنا ٹھیک نہ لگا۔

"ارے ارے! کہاں چلے آ رہے ہیں اسد بھائی؟" وہ بھاگتی ہوئی ان دونوں تک آئی۔

"آپ کو پتا بھی ہے آپ کا داخلہ گھر میں ممنوع ہے، بہت بڑا جرم ہے یہ!" صحن میں پہلے ہی لوگ موجود تھے، اس کی آواز پر کمرے کے اندر موجود خواتین بھی باہر آ گئیں جن میں اس کی کزنز اور خود مہر النساء خاتون بھی شامل تھیں۔

"تم رکو ذرا، تمہیں تو بعد میں پوچھتا ہوں... انسان واپس آ کر ملنے ہی آ جاتا ہے، مگر شاید تم شہزادی کے ساتھ دورے پر کیا چلی گئی، مغرور ہی ہو گئی ہو۔" اسد نے اس سے کہا اور صحن

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں نظریں گھمائیں۔ عمران کے پیچھے سر جھکائے کھڑا تھا۔ نور بانو کو حیرت ہوئی کہ یہ اتنا شریف کیسے ہو گیا ہے۔

"بیٹا تم دونوں یہاں؟ خیریت ہے؟" اس سے پہلے کہ نور بانو کچھ جواب دیتی مہر النساء خاتون نے آگے آتے ہوئے پوچھا۔

"پھوپھو، جو آپ کے کرنے کے کام ہیں وہ مجھے کرنے پڑ رہے ہیں، وہ بھی میری بارات کے دن..."

"چلو نور بانو، تم تو اپنا دوپٹہ سر پر لو، سب سے پہلے۔" وہ اسد کی بات سن کر حیران ہوئی۔

"میں دوپٹہ سر پر کیوں لوں؟"

"بیٹا تم چپ کرو تھوڑی دیر۔" مہر النساء خاتون نے اسے جھڑکا۔

"کیا ہوا بیٹا، بتاؤ مجھے... صاف بات کرو، سب مہمان دیکھ رہے ہیں، اچھا نہیں لگتا تم یہاں کھڑی ہو۔"

نور بانو کو جھڑک کر انہوں نے اسد سے آہستہ آواز میں پوچھا۔

"میں نے سوچا، جو کام کل ہونا ہے، وہ آج ہی کیوں نہ ہو جائے؟ مہمان بھی موجود ہیں اور محفل بھی سجی ہوئی ہے، اس لیے الگ سے کسی تیاری کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں عمر کو

نالز کلب
Clubb of Quality Content

بھی ساتھ لے آیا ہوں۔ آج ہی عمر اور نور بانو کی منگنی کر دیتے ہیں۔ ان دونوں کی انگوٹھیاں بھی میں پہلے ہی بنوا چکا ہوں۔"

نور بانو کا یہ سن کر سر ہی چکرا گیا۔ عمر جو کافی دیر سے اسد کے پیچھے نظریں جھکائے کھڑا تھا، اس نے نظریں اٹھا کر نور بانو کو دیکھا۔ اسے نور بانو کی رنگت ایک دم پیلی ہوتی محسوس ہوئی۔

"ویسے اس میں کوئی برائی تو نہیں ہے... اچھا آ جاؤ تم، یہیں باہر بیٹھو، خبردار جو گھر کے اندر قدم بھی رکھا۔"

مہر النساء خاتون نے اسد کو باہر چارپائی پر بیٹھنے کا کہا اور پھر مڑنے لگیں تو نور بانو پر نظر پڑی۔

"جویریہ ادھر آؤ!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

انہوں نے جویریہ کو آواز دی۔

"اس کے سر پر دوپٹہ کرا دو اور گھونگھٹ ڈال دو... اب مائیں تو یہ کام کرنے سے رہیں۔"

جویریہ نے فوراً آ کر دوپٹہ اس کے سر پر ڈال دیا۔ اور تھوڑا سا آگے کو سرکا دیا۔ نور بانو کا چہرہ گھونگھٹ میں چھپ گیا۔

"میں نے کعبہ کے سامنے تمہیں مانگا تھا..." اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"یا اللہ... میں نے ہمیشہ کے لیے اسے مانگا تھا..."

اسے کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ آنسو اس کے چہرے پر بہتے رہے۔

"کیا خوب قسمت ہے نور بانو... عمر تو قسمت والوں کو ملتا ہے۔" اسے کانوں میں پھوپھو کی آواز آئی۔

"کاش جو میں نے مانگا تھا وہی دعا قبول ہوتی..." اس نے دل میں سوچا۔

"جبران تم کہاں ہو..."

اور اسی لمحے وہ ٹوٹ گئی۔

اس نے اُسے پکارا، جو نہ جانے کہاں تھا، جسے یہ خبر تک نہ تھی کہ اُس کی نور کسی اور کی ہونے جا رہی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مسز کیتھرین خاموشی سے ایک کرسی پر جا بیٹھیں۔ گھر میں کسی کو انگریزی سمجھ نہیں آتی تھی اور وہاں کوئی مترجم بھی موجود نہ تھا، لہٰذا وہ خاموشی سے بیٹھ کر سب کچھ دیکھنے لگیں۔

"یہ لو بیٹا، دونوں انگوٹھیاں اس میں موجود ہیں۔" مہر النساء خاتون نے اسد کی دی ہوئی انگوٹھیاں ایک ہی ڈبے میں ڈال کے اُسی کے ہاتھ میں تھما دیں۔

"پھوپھو، یہ تو آپ ہی دونوں کو پہنائیں۔ آیئے اِدھر، میری جگہ آکر بیٹھ جائیں تاکہ آپ عمر اور نور بانو دونوں کے درمیان ہوں۔" اسد اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔

اسد اور عمر چارپائی پر بیٹھے تھے، جبکہ نور بانو کی کرسی چارپائی کے بالکل ساتھ رکھی گئی تھی۔

"پہلے کس کو پہناؤں؟" مہرالنساء خاتون نے بیٹھنے کے کچھ دیر بعد پوچھا۔ سب مہمان اُن کے سامنے کھڑے تھے۔

"آپ پہلے اپنی بیٹی کو پہنائیں۔" اسد نے اُن کی مشکل آسان کی۔

"مجھے انہیں خود پہنانے دیں۔" عمر نے جیسے فرمائش کی تو سب لڑکیوں نے اُسے چھیڑنا شروع کر دیا۔

"آہا! انہیں؟ لڑکیوں کو تو شرماتے دیکھا تھا، یہاں تو لڑکا بھی شرمارہا ہے!" خدیجہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ خدیجہ جویریہ سے چھوٹی تھی اور نور بانو کی ہم عمر تھی۔

"پھر پہلے میں تمہیں پہنادوں، پھر تم خود بانو کو پہنا دینا۔" مہرالنساء خاتون نے عمر کی فرمائش سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر انہوں نے ڈبے سے ایک انگوٹھی نکالی اور عمر کی انگلی میں پہنا دی، پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"چلو بیٹا، آجاؤ۔"

انہوں نے عمر کو اپنے قریب بلا کر نور بانو کے ذرا نزدیک بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ رسم ادا کرنے میں آسانی ہو۔ عمر اُن کی بات مانتے ہوئے اُن کی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ مہر النساء خاتون نے نور بانو والی انگوٹھی اُس کے سامنے کی تو اُس نے انگوٹھی تھام کر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

اور نور بانو تب سے ساکت بیٹھی تھی، بالکل سُن۔

"اپنا ہاتھ آگے کرو، بیٹا۔" مہر النساء خاتون نے نرمی سے کہا، جبکہ ساری لڑکیاں عمر کو رشک بھری نظروں سے دیکھتی رہ گئیں۔

جب نور بانو اسی طرح خاموش اور ساکت بیٹھی رہی تو مہر النساء خاتون نے خود اُس کا ہاتھ پکڑ کر عمر کے سامنے کر دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور یوں عمر نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر منگنی کی رسم مکمل کر دی۔

"بس اتنی سی بات تھی، اب اس کے لیے الگ مہمان بلاتے ہم؟ رسم تو ہو چکی ہے۔ ہاں، بعد میں ایک اور دعوت رکھ لیں گے، جو خاص طور پر اِن دونوں کی خوشیوں کے نام ہو گی۔"

رسم کے بعد اسد نے مہر النساء خاتون سے کہا۔

"ارے بیٹا، اس سب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھ سے تو یہ نخرے نہیں ہوتے۔"

مہر النساء خاتون صاف گوئی سے بولیں۔

نور بانو کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔ اُسے لگا گھونگھٹ کی وجہ سے اُس کا دم گھٹ رہا ہے۔

اُس کا چہرہ آنسوؤں اور پسینے سے تر ہو چکا تھا اور وہ خاموشی سے روتی رہی بلکہ وہ رو نہیں رہی تھی آنسو خود بخود ہی اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

"بہت مبارک ہو، بیٹا!" اب مہر النساء خاتون نے عمر کو مبارک باد دی۔

"خیر مبارک، پھوپھو۔" عمر نے جواب دیا۔

"چلو، سب منہ میٹھا کرو۔"

اتنے میں خدیجہ مٹھائی لے آئی۔ چونکہ یہ شادی والا گھر تھا، اس لیے مٹھائی پہلے سے ہی موجود تھی۔ خدیجہ نے سب کو مٹھائی کھلائی تو اسد اور عمر اٹھ کھڑے ہوئے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"اب ہمیں چلنا چاہیے، پھوپھو۔ آپ بھی بارات کی تیاری کریں، ہم بھی تیاری کرتے ہیں۔" عمر نے مہر النساء خاتون سے کہا۔

اس سے پہلے کہ وہ عمر کو کوئی جواب دیتیں، نور بانو کرسی سے دائیں طرف گرنے ہی والی تھی کہ خدیجہ، جو اُس کے پاس ہی کھڑی تھی، اس نے فوراً اُسے سنبھال لیا۔

"نور بانو!"

اسد اور عمر سمیت وہاں موجود سبھی لوگ گھبرا کر اُس کے قریب آ گئے۔ مہر النساء خاتون نے اُس کا گھونگھٹ ہٹایا تو اُس کا آنسوؤں اور پسینے سے بھیگا ہوا چہرہ سب کے سامنے آ گیا۔ اُس کے سفید پڑتے ہونٹ اور بند ہوتی آنکھوں نے سب کو مزید پریشان کر دیا۔

"بانو! بانو! آنکھیں کھولو!"

مہر النساء خاتون کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اُن کے ہاتھ بے اختیار اُس کے چہرے کو تھپکنے لگے۔ صحن میں اب شور کی جگہ خاموشی نے لے لی تھی۔ جہاں کچھ دیر پہلے ہنسی اور مبارک بادوں کی آوازیں گونج رہی تھیں، وہاں اب ہر طرف خوف اور بے چینی پھیل چکی تھی۔

"پانی لاؤ، جلدی!"

اسد نے نور بانو کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھ کر بلند آواز میں کہا۔

کوئی دوڑ کر پانی لے آیا تو اسد نے جلدی جلدی اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔

عمر اُسے اس طرح بے ہوش ہوتے دیکھ کر حیران و پریشان کھڑا تھا۔ وہ اپنی منگیتر کے لیے فکر مند تھا اور اُس کی پریشانی اُس کے چہرے سے صاف عیاں تھی۔

"بیٹا، آنکھیں کھولو!" مہر النساء خاتون نے اُسے دوبارہ پکارا۔

"نور بانو!"

اب کی بار اسد سمیت سب نے باری باری اُسے پکارا۔اسد نے ایک بار پھر اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے تو اُس نے بمشکل آنکھیں کھولیں۔اُسے سامنے کا منظر دھندلاتا ہوا محسوس ہوا اور وہ بے حس و حرکت پڑی رہی۔

"نور بانو، اٹھ کر بیٹھ جاؤ، سب پیچھے ہٹو!"

اسد نے اُسے سہارا دے کر بیٹھنے کو کہا اور باقی سب کو پیچھے ہٹنے کا اشارہ کیا۔

"اس کے لیے شربت لاؤ۔"

اسد نے اب خدیجہ سے کہا تو وہ فوراً اندر کی طرف بھاگی۔

"کیسی ہو اب، بانو؟" مہر النساء خاتون نے اُس کی حالت کچھ سنبھلتی دیکھ کر پوچھا۔

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہوں۔"

نور بانو نے انتہائی آہستہ آواز میں جواب دیا، جیسے بولنے میں بھی اُسے دشواری ہو رہی ہو۔

"تھک گئی ہے۔ صبح سے کچھ کھایا بھی تو نہیں۔ میں نے کتنی بار کہا تھا کہ کچھ کھالو۔"

جب نور بانو نے شربت پی لیا تو مہر النساء خاتون نے سب کو اُس کی کیفیت کی وجہ بتائی۔اسد کو بھی اسے بہتر ہوتا دیکھ کے تھوڑی تسلی ہوئی۔

"چلو بیٹا، اب تم دونوں جاؤ اور سمیرا کی بارات بھی لے کر آنی ہے۔ بانو اب بہتر ہے۔"

نور بانو کو کچھ سنبھلا ہوا دیکھ کر مہر النساء خاتون نے اسد اور عمر سے کہا تو وہ دونوں ان لوگوں سے رخصت لے کر وہاں سے نکل آئے۔

نور بانو کو لگا تھا اب کچھ بھی باقی نہیں ہے، اُسے ہر چیز ختم ہوتی محسوس ہوئی۔

جاری ہے۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842